كَشْفُ الْاَسْتَارِ عَنِ الْوُجُوْهِ الرَّائِجَةِ لِلْقِمَارِ

یعنی

جوئے کی رائج صورتیں اور ان کے احکام

تصنیف:

مفتی محمد سرفراز اختر عطاری مُدَّ ظِلُّہ العالی

پیش کش: مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر شمار	ابواب وعنوانات	صفحہ نمبر
1	مقدمہ	4
2	رزق حلال کی فضیلت پر احادیث طیبہ	5
3	رزق حرام کی مذمت پر احادیث طیبہ	7
4	پہلا باب	12
5	جُوئے کی مذمت قرآن پاک سے	12
6	جُوئے کی مذمت احادیث طیبہ سے	18
7	جُوا سخت ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہے	19
8	دوسرا باب	22
9	جُوئے کے دینی نقصانات	22
10	جُوئے کے دنیوی نقصانات	25
11	جُوئے کے معاشرتی نقصانات	26
12	تیسرا باب	28
13	جُوئے کی لغوی تعریف	28
14	جُوئے کی اصطلاحی تعریف	29
15	ہمارے معاشرے میں جُوئے کی 40 رائج صورتیں	35

16	ریس کی صورت میں جُوا	35
17	جانور لڑانے کی صورت میں جُوا	36
18	معمہ حل کرنے کی صورت میں جُوا	37
19	کھیلوں میں جُوا	38
20	آن لائن ویڈیو گیمز میں جُوا	47
21	مختلف کھیلوں پر سٹہ کی صورت	50
22	مختلف کمیٹیوں کی صورت میں جُوا	51
23	لاٹری کی صورت میں جُوا	54
24	کھانے، پینے میں جُوئے کی صورت	55
25	پیسہ جمع کرکے قرعہ اندازی میں جُوا کی صورت	57
26	پرائز بانڈ کی پرچی میں جُوا کی صورت	57
27	کڑا پھینکنے کے ذریعے جوا	58
28	موبائل کمپنیوں کی طرف سے آفر کی صورت میں جُوا	58
29	جنرل انشورنس میں جُوا	59
30	انٹرنیٹ پر ارننگ کرنے میں جُوئے کی صورت	61
31	**جُوئے کے ذریعے حاصل ہونے والے مال کا حکم**	64
32	حرف آخر	68
33	**ماخذ و مراجع**	69

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ عزوجل ہم مسلمان ہیں اور بحیثیت مسلمان احکامِ شرعیہ کے پابند ہیں۔ قرآن و احادیث میں حلال و حرام کو واضح بیان فرمادیا گیاہے پس شریعتِ مطہرہ نے جن چیزوں کو حلال فرمایا ہے، ہم پر لازم ہے کہ انہیں حلال جانیں اور جن چیزوں کو حرام قرار دیاہے، ہم پر لازم ہے کہ ان کو حرام جانیں اور ان کے ارتکاب سے باز رہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حلال رزق کھانے اور حرام سے باز رہنے کا حکم ارشاد فرمایاہے۔ نیز قرآن و حدیث میں جس طرح رزقِ حلال کمانے کے فضائل بیان ہوئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ رزقِ حرام سے بچنے کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور صرف یہی نہیں، بلکہ حرام لقمہ کھانے والوں کے لیے سخت وعیدات بھی بیان کی گئی ہیں۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ اور اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔[1]

ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔[2]

حرام مال سے بچنے کے متعلق قرآن مجید میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے

1.... (القرآن، پارہ2، سورہ البقرۃ، آیت 172)

2.... (القرآن، پارہ28، سورۃ الجمعۃ، آیت10)

کے مال نہ کھاؤ۔[1]

اس آیت میں باطل طریقے سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے مال حاصل کرنا شریعت نے حرام قرار دیا ہے جیسے سود، چوری اور جوئے کے ذریعے مال حاصل کرنا، جھوٹی قسم، جھوٹی وکالت، خیانت اور غصب کے ذریعے مال حاصل کرنا اور گانے بجانے کی اجرت یہ سب باطل طریقے میں داخل اور حرام ہیں۔ یونہی اپنا مال باطل طریقے سے کھانا یعنی گناہ و نافرمانی میں خرچ کرنا بھی اس میں داخل ہے۔[2]

رزق حلال کی فضیلت پر احادیث طیبہ:

رزق حلال کمانا اللہ عزوجل کی عظیم نعمت اور برکت کا باعث ہے اور حلال روزی کمانے کی دینِ اسلام میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں کئی مقامات پر رزقِ حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم اور ترغیب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة" حلال کمائی کو طلب کرنا ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔[3]

مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أي على من احتاج إليه لنفسه، أو لمن يلزم مؤنته، ثم هذه الفريضة لا يخاطب بها كل أحد بعينه، لأن كثيرا من الناس تجب نفقته على غيره، وقوله (بعد الفريضة) : كناية عن أن فرضية طلب كسب الحلال لا تكون في مرتبة فرضية الصلاة والصوم والحج وغيرها، فالمعنى

1.... (القرآن، پارہ5، سورہ النساء، آیت 29)

2.... (تفسیر صراط الجنان، جلد2، صفحہ 182، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

3.... (مشکاۃ المصابیح، جلد2، صفحہ 517، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

أنه فريضة بعد الفريضة العامة الوجوب على كل مكلف بعينه۔ ملخصاً "یعنی اس شخص پر لازم ہے جسے خود اپنے لیے یا جس کا نفقہ اس پر لازم ہے، اس کے لیے مال کی حاجت ہو، پھر یہ ہر ایک پر فرض نہیں، کیونکہ بہت سے لوگوں کا نفقہ دوسروں پر واجب ہوتا ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان "فرض کے بعد" اس بات سے کنایہ ہے کہ رزقِ حلال تلاش کرنے کی فرضیت، نماز، روزہ، حج وغیرہ کی فرضیت کے درجے میں نہیں ہے، لہٰذا معنیٰ یہ ہے کہ طلبِ حلال ان عمومی فرائض کے بعد فرض ہے، جو ہر مکلف پر بعینہٖ لازم ہیں (جیسے نماز، روزہ وغیرہ، تو ان کے بعد طلبِ رزقِ حلال فرض ہے)۔[1]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تلاش سے مراد جستجو کرنا اور حاصل کرنا ہے، مزید یہ کہ عباداتِ فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے، کیونکہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں۔ خیال رہے! یہ حکم سب کے لیے نہیں، صرف ان کے لیے ہے، جن کا خرچ دوسروں کے ذمّہ نہ ہو، بلکہ اپنے ذمّہ ہو، اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو، ورنہ خود مالدار پر اور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ بقدرِ ضرورت مَعاش کی طلب ضروری ہے، صرف اکیلے کو اپنے لائق اور بال بچوں والے کو ان کے لائق کمانا ضروری ہے۔"[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لأن يحتطب أحدكم حزمة على ظهره، خير له من أن يسأل أحدا، فيعطيه أو يمنعه" "تم میں سے کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا جمع کرکے لائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ کہ وہ کسی آدمی کے پاس جاکر سوال کرے، تو وہ اس کو دے یا منع کردے۔[3]

1.... (مرقاۃ المفاتیح، جلد 6، صفحہ 31، مطبوعہ: دارالفکر، بیروت)

2.... (مرآۃ المناجیح، جلد4، صفحہ 261، مطبوعہ: قادری پبلیشرز، لاہور)

3.... (صحیح بخاری، صفحہ 374، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من طلب الدنيا حلالا استعفافا عن المسألة، وسعيا على أهله، وتعطفا على جاره، لقي الله ووجهه كالقمر ليلة البدر، ومن طلب الدنيا مكاثرا بها حلالا مرائيا، لقي الله وهو عليه غضبان "جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے بال بچوں کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حلال مال طلب کیا، وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا اور جس نے دنیا کو طلب کیا فخر کرتے ہوئے لوگوں کو دکھاتے ہوئے، وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ عزوجل اس پر غضب ناک ہو گا۔[1]

حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ما أكل أحد طعاما قط، خيرا من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام، كان يأكل من عمل يده "کسی ایک نے ایسا کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ کے کمائے گئے کھانے سے بہتر ہو، بے شک اللہ عزوجل کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔[2]

رزق حرام کی مذمت پر احادیث طیبہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أيها الناس اتقوا الله وأجملوا في الطلب، فإن نفسا لن تموت حتى تستوفي رزقها وإن أبطأ عنها، فاتقوا الله وأجملوا في الطلب، خذوا ما حل، ودعوا ما

1.... (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد4، صفحہ467، مطبوعہ: دار التاج، لبنان)

2.... (صحیح بخاری، صفحہ 373، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حرم "اے لوگو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور رزق حاصل کرنے میں خوبصورت طریقہ اپناؤ، بے شک کوئی جان نہیں مرے گی حتی کہ اپنا رزق پورا نہ کرلے، اگرچہ اس کو دیر سے ملے، پس اللہ عزوجل سے ڈرو اور رزق حاصل کرنے میں خوبصورت طریقہ اپناؤ، جو حلال ہے اس کو لے لو اور جو حرام ہے اس کو چھوڑ دو۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیاتین علی الناس زمان، لا یبالي المرء بما أخذ منه، أمن حلال أم من حرام "لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت، وکل لحم نبت من السحت کانت النار أولی به" وہ گوشت جو حرام سے پروان چڑھا جنت میں داخل نہیں ہوگا اور وہ گوشت جو حرام سے پروان چڑھا دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔[3]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " لایدخل الجنة جسد غذی بالحرام۔ رواہ البیهقی فی شعب الایمان "وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی غذا حرام سے ہوئی۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یا أیها الناس، إن اللہ طیب ولا یقبل إلا طیبا وإن اللہ أمر المؤمنین بما امر

1.... (سنن ابن ماجہ، جلد3، صفحہ275، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ)

2.... (صحیح بخاری، صفحہ375، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

3.... (مشکوۃ المصابیح، جلد2، صفحہ515، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

4.... (مشکوۃ المصابیح، جلد2، صفحہ515، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

به المرسلين ، فقال:﴿يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ ، وقال: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾قال: وذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يده إلى السماء يا رب، يا رب ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فأنى يستجاب لذلك" اے لوگوں بے شک اللہ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی کو قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ تعالی نے مومنین کو اس چیز کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے، پس فرمایا: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔ اور اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں (پھر) ایک شخص کا ذکر فرمایا: جو طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان (بکھرے ہوئے) ہیں اور بدن گرد آلود ہے یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے مگر حالت یہ ہے کہ اس کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو؟[1]

مذکورہ بالا قرآن پاک کی آیات اور احادیث کریمہ سے رزق حلال کی فضیلت معلوم ہوئی اور لقمہ حرام کی مذمت بھی واضح طور پر معلوم ہوئی کہ اس پر جنت حرام ہے اور دوزخ کا مستحق ہے، لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی اور اپنے اہل وعیال کو بھی رزق حلال کھلائے، حرام سے بچے، مگر بد قسمتی سے آج کل لوگوں پر مال کمانے کی ایسی دھن سوار ہے کہ بمطابق حدیث حلال و حرام کی تمیز ختم ہو گئی ہے، بس مال آنا چاہیے، چاہے وہ حلال ہو یا حرام اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے معاشرے میں جُوا، سود، چوری، ڈکیتی، دھوکا، خیانت، غصب اور عقود فاسدہ وغیرہ کے ذریعے مال حاصل کرنا عام ہے، حرام ذریعے سے مال حاصل کرنے کے نِت نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں، بلکہ بعض ناجائز چیزوں کو جائز اور اچھا بنا کر

1.... (سنن ترمذی، صفحہ 693، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پیش کیا جارہا ہے اوراس کو مختلف اچھے نام دیئے جارہے ہیں جس سے ایسی سادہ لوح عوام جو ناجائز کاموں سے بچنا بھی چاہتی ہو، مگر اچھے نام کو دیکھ کر مبتلا ہو جاتی ہے۔

کمائی کے دیگر ناجائز ذرائع کے ساتھ ساتھ جُوا ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں۔ بعض کے بارے میں جُوا ہونا، معلوم ہے، جبکہ کثیر ایسی صورتیں ہیں، جن کا جُوا ہونا بھی معلوم نہیں۔یوں جُوئے کے جال میں پھنس کر کئی لوگ برباد ہو چکے ہیں۔ عادی جواریوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے محض تفریح کے لیے چھوٹی چھوٹی رقمیں لگانے سے جوا کھیلنے کا آغاز کیا مگر رَفتہ رَفتہ اس ''ناسور'' کے ایسے عادی ہوئے کہ اب جُوئے کی لت چھوڑنا ان کے لیے دشوار ہو گیا۔ جُوئے میں انسان بہت کچھ ہار جاتا ہے، چنانچہ جُواری مالی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں، کچھ نہیں سُوجھتا تو سود پر قرض لیتے رہتے ہیں اور ایک لمبا ہاتھ مارنے کے چکر میں جُوئے کی دلدل میں مزید دھنس جاتے ہیں، اپنا وقت جُوئے کے اڈوں میں برباد کرتے ہیں اور وہاں پر پھیلنے والی مزید برائیوں نشہ، چوری چکاری وغیرہ میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کئی جواری اپنی نوکری یا کاروبار سے بھی غافل ہو جاتے ہیں، انجام کار نوکری یا کاروبار جاتا رہتا ہے، ان کی گھریلو زندگی تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، عزت برباد ہو جاتی ہے، ٹینشن کے مارے یہ بیمار ہو جاتے ہیں، بعض اوقات جوا کھیلنے کی پاداش میں پولیس کے ہاتھوں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں، یوں ان کو جوئے کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے، جب انہیں کچھ سُجھائی نہیں دیتا تو اپنی زندگی سے اتنا مایوس ہو جاتے ہیں کہ معاذ اللہ عزوجل خودکشی جیسے حرام کام کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں۔ ہم اللہ عزوجل سے رحمت اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کی خیر خواہی کے پیش نظر اور ان میں جوئے کے متعلق آگاہی پیدا کرنے کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔ رسالہ کی ترتیب کے دوران استاذ محترم شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی محمد قاسم عطاری دامت برکاتہم العالیہ نے کئی مفید مشوروں سے نوازا، کچھ ترمیم و اضافہ کرایا، فجزاہ اللہ خیرا۔ یونہی اس کے مرتب کرنے میں دار الافتاء اہلسنت ملتان کے معاونین علمائے کرام کا بھی بھرپور تعاون شامل رہا، اللہ پاک انہیں اس کی اچھی جزا عطا فرمائے۔

یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب جوئے کی مذمت کے بارے میں ہے۔ دوسرا باب جوئے کے دینی، دنیوی اور معاشرتی نقصان کے بارے میں ہے۔ تیسرا باب جوئے کی لغوی و اصطلاحی تعریف، اس کی چالیس رائج صورتوں کی نشاندہی اور جوئے کے حکم کے بارے میں ہے۔ اللہ تبارک و تعالی اس رسالے کو مفید بنائے، لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم

ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

18 رجب المرجب 1445ھ 30 جنوری 2024

پہلا باب

پہلا باب جوئے کی قرآن و حدیث سے مذمت اور جوئے کے گناہ کبیرہ ہونے کے بارے میں ہے۔

قرآنِ پاک میں جُوئے کی مذمت:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو فاضل بچے، اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے۔“[1]

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے:”وأما الميسر فهو القمار واشتقاقه من اليسر لأنه أخذ مال بسهولة من غير تعب، وكذا قال ابن عباس كان الرجل في الجاهلية يخاطر الرجل على أهله وماله فأيهما قمر صاحبه ذهب بأهله وماله فأنزل الله هذه الآية. وأصل الميسر أن أهل الثروة من العرب في الجاهلية كانوا يشترون جزورا فينحرونها ويجزئونها ثمانية وعشرين جزءا، ثم يسهمون عليها بعشرة قداح يقال لها: الأزلام والأقلام وأسماؤها الفذ والتوأم والرقيب والحلس والنافس والمسبل والمعلى والمنيح والسفيح والوغد وكانوا يسهمون لسبعة منها أنصباء فللفذ سهما وللتوأم سهمين وللرقيب ثلاثة

1... (القرآن، پارہ02، سورۃ البقرۃ، آیت219)

أسهم وللحلس أربعة وللنافس خمسة، وللمسبل ستة وللمعلى سبعة وثلاثة من القداح لا أنصباء لها وهي المنيح والسفيح والوغد قال بعضهم:

فلي في الدنيا سهام، ليس فيهن ربيح

إنما سهمي وغد، ومنيح وسفيح

ثم يجمعون القداح في خريطة يسمونها الرباية، ويضعونها على يد رجل عدل عندهم يسمونه المحيل والمفيض فيحيلها في الخريطة، ويخرج منها قدحا باسم رجل منهم فأيهم خرج اسمه أخذ نصيبه على قدر ما يخرج من القداح، وإن خرج له قدح من الثلاثة التي لا أنصباء لها لم يأخذ شيئا وغرم ثمن الجزور كله وقيل: لا يأخذ ولا يغرم ويسمون ذلك القدح لغوا ثم يدفعون ذلك الجزور إلى الفقراء ولا يأكلون منه شيئا وكانوا يفتخرون بذلك ويذمون من لا يفعله ويسمونه البرم يعني البخيل الذي لا يخرج شيئا بين الأصحاب لبخله. وأما حكم الآية فالمراد به جميع أنواع القمار. فكل شيء فيه قمار فهو من الميسر روي عن ابن سيرين ومجاهد وعطاء كل شيء فيه خطر يعني الرهن فهو من الميسر حتى لعب الصبيان بالجوز والكعاب وأما النرد فيحرم اللعب به سواء كان بخطر أم لا"

ترجمہ: بہر حال میسر تو وہ جوا ہے اور "میسر" کا لفظ "یسر" سے مشتق ہے (بمعنی آسانی) ،اس لیے کہ جوئے میں بغیر کسی تھکاوٹ کے سہولت اور آسانی کے ساتھ مال لے لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا معمول تھا کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے گھر اور مال و دولت کی شرط لگا لیتے تھے، جو شخص غالب آتا تھا وہ اپنے مقابل کا گھر اور مال و دولت لے جاتا تھا،اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔جوئے کی بنیاد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے مال دار لوگ اونٹنی یا بکری خرید کر اسے ذبح کرتے تھے اور اسے اٹھائیس حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے، پھر ان حصوں کے ساتھ جوئے کے دس تیروں کا حصہ ملا لیتے تھے،ان تیروں کو ازلام اور اقلام کہا جاتا تھا،ان کے نام یہ

تھے: فذ، توأم، رقیب، حلس، نافس، مسبل، معلی، منیح، سفیح اور وغد۔ ان میں سے سات تیروں کے لیے اہل عرب حصے مقرر کر دیتے تھے، یعنی "فذ" کے لیے ایک حصہ، "توام" کے لئے دو حصے، "رقیب" کے لیے تین حصے، "حلس" کے لیے چار حصے، "نافس" کے لیے پانچ حصے، "مسبل" کے لیے چھ حصے، "معلی" کے لیے سات حصے۔ بقیہ جو تین تیر تھے یعنی "منیح، سفیح اور وغد" ان کا حال یہ تھا کہ ان کا کوئی حصہ اہل عرب نے مقرر نہیں کیا تھا۔ کسی شاعر نے کہا: دنیا میں میرے لیے ایسے حصے ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ میرے لیے تو وغد، منیح اور سفیح ہیں۔

پھر تمام تیروں کو اہل عرب ایک بنے ہوئے نقشہ میں جمع کر دیتے تھے۔ اس نقشہ کو ریابہ کہتے تھے، پھر اس کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھ دیتے تھے جو ان کے نزدیک انصاف کرنے والا ہوتا تھا، اس شخص کو محیل اور مفیض کہا جاتا تھا۔ وہ تمام تیروں کو نقشہ میں پھیلا کر ان میں سے کسی بھی شخص کے نام کا تیر نکالتا تھا۔ جس کا نام نکل آتا تھا وہ نکلنے والے تیروں کے مطابق اپنا حصہ لے لیتا تھا۔ اگر اس کا تیر ان تیروں میں سے نکلتا جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں تھا تو اسے کچھ نہیں ملتا تھا بلکہ وہ پوری اونٹنی کی قیمت کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس شخص کو نہ کچھ ملتا تھا نہ ہی وہ قیمت کا ذمہ دار ہوتا تھا، بلکہ اہل عرب اس تیر کو لغو قرار دے کر اونٹنی کو غریبوں میں بانٹ دیتے تھے، اور خود اس میں سے نہیں کھاتے تھے۔ پھر اپنے اس فعل پر فخر کیا کرتے تھے، اور جو اس طرح نہیں کرتا تھا اس کی مذمت کرتے تھے اور اسے برم کہتے تھے۔ برم سے مراد ایسا کنجوس آدمی جو کنجوسی کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کے درمیان کچھ نہ نکالے۔

آیت میں میسر سے جوئے کی تمام اقسام مراد ہیں، لہٰذا ہر وہ چیز جس میں قمار ہو وہ میسر

ہے۔ حضرت ابن سیرین، مجاہد اور عطاء سے مروی ہے کہ ہر وہ چیز جس میں شرط رکھی جائے وہ میسر ہے حتی کہ بچوں کے اخروٹ اور پانسا کے ساتھ کھیلنا بھی اس میں داخل ہے، اسی طرح چوسر کھیلنا بھی حرام ہے، خواہ اس میں شرط رکھی جائے یا نہیں۔[1]

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”اس آیت میں شراب اور جوئے کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جوئے اور شراب کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے، نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سُرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے کبھی مفت کا مال ہاتھ آجاتا ہے، لیکن شراب اور جوئے کی وجہ سے ہونے والے گناہوں اور فسادات کا کیا شمار۔ شراب سے عقل زائل ہو جاتی ہے، غیرت و حَمِیَّت کا جنازہ نکل جاتا ہے، ماں، بہن، بیٹی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، عبادت سے دل اکتا جاتا ہے، عبادت کی لذت دل سے نکل جاتی ہے۔ جوئے کی وجہ سے لوگوں سے دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں، آدمی سب کی نظر میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے، جوئے باز، سٹے باز کے نام سے بدنام ہوتا ہے، کبھی کبھار اپنا سب مال و اسباب جوئے میں ہار دیتا ہے، زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے، محنت سے جی چرانا شروع ہو جاتا ہے اور مفت خورہ بننے کی عادت پڑ جاتی ہے وغیرہا۔“[2]

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۹۰) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ(۹۱)﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں

1.... (تفسیر خازن، جلد 1، صفحہ 150، 151، مطبوعہ کوئٹہ)

2.... (تفسیر صراط الجنان، جلد 1، صفحہ 336، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آئے؟"[1]

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے:"أن الخمر والميسر سببان عظيمان في إيقاع العداوة والبغضاء بين الناس وهذا فيما يتعلق بأمر الدنيا وفيهما مفاسد تتعلق بأمر الدين وهي قوله تعالى:﴿وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلاةِ﴾لأن شرب الخمر يشغل عن ذكر الله وعن فعل الصلاة وكذلك القمار يشغل صاحبه عن ذكر الله وعن الصلاة" بے شک شراب اور جوا لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنے کے بہت بڑے اسباب سے ہیں۔ یہ خرابی تو وہ ہے جس کا تعلق دنیا سے ہے، شراب اور جوئے میں دین کی خرابی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے"اور وہ تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتے ہیں" اس لیے کہ شراب اللہ کے ذکر اور افعال نماز سے مشغول کر دیتی ہے، اور اسی طرح جوا اپنے صاحب کو اللہ کے ذکر اور نماز سے مشغول کر دیتا ہے۔[2]

تفسیر صراط الجنان میں ہے:"اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خوری اور جوئے بازی کا ظاہری دنیوی وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بغض اور عداوتیں پیدا ہوتی ہیں، جبکہ ظاہری دینی وبال یہ ہے کہ جو شخص اِن برائیوں میں مبتلا ہو وہ ذکرِ الٰہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے روکے وہ بری ہے اور چھوڑنے کے قابل ہے، اسی لیے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔"[3]

1... (القرآن، پارہ07، سورۃ المائدۃ، آیت90، 91)

2... (تفسیر خازن، جلد2، صفحہ75، مطبوعہ کوئٹہ)

3... (تفسیر صراط الجنان، جلد03، صفحہ26، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

جوئے میں دوسرے کا مال ناحق طریقے سے کھانا پایا جاتا ہے اور یہ حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔“[1]

اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے: ”الخطاب بهذه الاية يتضمن جميع امة محمد صلى الله عليه وسلم، والمعنى: لا ياكل بعضكم مال اخيه بغير حق، **فيدخل فى هذا القمار** والخداع والغصوب وجحد الحقوق ومالا تطيب به نفس مالكه او حرمته الشريعة وان طابت به نفس مالكه كمهر البغي وحلوان الكاهن واثمان الخمور والخنازير وغير ذلك“ اس آیت میں خطاب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کو شامل ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائے، **اس عموم میں جوا**، غصب، حق دینے سے انکار کر کے حق کھا جانا، جس چیز کے دینے پر مالک راضی نہ ہو وہ لینا اور جس کی حرمت شریعت سے ثابت ہو اسے لینا، اگرچہ مالک دینے پر راضی ہو، جیسے زانیہ کی کمائی، کاہن کا نذرانہ اور خنزیر و شرابوں کی قیمتیں وغیرہ سب داخل ہیں۔[2]

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”اس آیت میں باطل طریقے سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے مال حاصل کرنا شریعت نے حرام قرار دیا ہے جیسے سود، چوری، اور جوئے کے ذریعے مال حاصل کرنا، جھوٹی قسم، جھوٹی وکالت، خیانت اور غصب کے ذریعے مال حاصل کرنا اور گانے بجانے کی اجرت یہ سب باطل طریقے میں داخل اور حرام ہے۔ یونہی اپنا مال باطل طریقے سے کھانا یعنی گناہ و نافرمانی میں خرچ کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ اسی طرح رشوت کا لین دین کرنا،

1... (القرآن، پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت188)

2... (تفسیر قرطبی، جلد2، صفحہ 338، مطبوعہ: دار الکتب، القاہرہ)

ڈنڈی مار کر سودا بیچنا، ملاوٹ والا مال فروخت کرنا، قرض دبالینا، ڈاکہ زنی، بھتہ خوری اور پرچیاں بھیج کر ہراساں کرکے مال وصول کرنا بھی اس میں شامل ہے۔"[1]

احادیث طیبہ میں جُوئے کی مذمت:

(1) حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:"من لعب بالنرد شیر فکانما غمس یدہ فی لحم خنزیر ودمہ" جس نے نَردشَیر (آردشیر بادشاہ کا ایجاد کردہ جوا) سے جوا کھیلا تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آردشیر ابن تابک گزرا ہے، اس نے یہ جوا ایجاد کیا، نرد بمعنی ہار جیت کی بازی اردشیر سے لیا گیا۔ سوَر کے گوشت وخون میں ہاتھ ساننا اِسے نجس بھی کرتا ہے اور گِھناؤنا عمل بھی ہے، اس لیے اس سے تشبیہ دی گئی۔ ملخصا"[3]

(2) حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:"من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ "جو کوئی نَرد کھیلے تو تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔[4]

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:"من حلف منكم، فقال في حلفه: باللات، فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال

1... (تفسیر صراط الجنان، جلد2، صفحہ 182، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)
2... (سنن ابنِ ماجہ، جلد4، صفحہ 691، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ)
3... (مراٰۃ المناجیح، جلد6، صفحہ 163، مطبوعہ: قادری پبلیشرز، لاہور)
4... (سنن ابنِ ماجہ، جلد4، صفحہ 691، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ)

أقامرك، فليتصدق "تم میں سے جس شخص نے "لات (بت)" کی قسم کھائی، تو اس (کہنے والے) کو چاہیے کہ لاالہ الا اللہ کہے اور جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ! جوا کھیلیں، تو اس (کہنے والے) کو چاہیے کہ صدقہ کرے۔[1]

(4) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن رجالا يتخوضون في مال الله بغير حق، فلهم النار يوم القيامة" بے شک کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق طور پر داخل ہو جاتے ہیں پس قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہو گی۔[2]

جُوا سخت ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے:

جُوا سخت ناجائز و حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کبیرہ گناہ کی تعریف اور تعداد میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے، البتہ راجح تعریف وہی ہے جو امام ذہبی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "راجح اور مدلّل قول یہ ہے کہ جو شخص گناہوں میں سے کسی ایسے گناہ کا اِرتِکاب کرے جس کا بدلہ دنیا میں حد ہے، مثلاً: قتل، زنا یا چوری کرے یا ایسا گناہ کرے جس کے متعلق آخرت میں عذاب یا غضبِ الٰہی کی وعید ہو یا اس گناہ کے مُرتکِب پر ہمارے نبی حضرتِ سیِّدُنا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے لعنت کی گئی ہو، تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔"[3]

اس تعریف کی روشنی میں جُوا کھیلنے کو علماء نے کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا ہے، جیسا کہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الكبيرة الثالثة والاربعون بعد الاربع مئة: القمار سواء

1... (صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 47، مطبوعہ: کراچی)

2... (صحیح بخاری، صفحہ 572، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

3... (الکبائر مترجم، صفحہ 17، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ)

كان مستقلا او مقترنا بلعب مكروه كالشطرنج او محرم كالنرد "چار سو تینتالیسواں کبیرہ گناہ جوا کھیلنا ہے، چاہے مستقل ہو یا کسی مکروہ کھیل مثلاً شطرنج یا حرام کھیل مثلاً نرد شیر کے ساتھ ملا ہوا ہو۔[1]

مزید فرماتے ہیں: "وقال امام الحرمين :الصحيح انه من الكبائر" امام الحرمین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صحیح قول یہ ہے کہ جوا کھیلنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔[2]

امام ذہبی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف "الکبائر" میں تہتر واں کبیرہ گناہ جوا کھیلنا شمار کرتے ہوئے ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں: "حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ساتھی سے کہا: "آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں" تو اسے چاہیے کہ (بطورِ کفّارہ) صدقہ دے۔" یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔

حدیث پاک نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "جب صرف جوا کھیلنے کی بات چیت کرنا ایسا گناہ ہے جو کہ بطورِ کفارہ صدقہ کرنے کا باعث ہے تو جو شخص جُوا کھیلے، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ایسا شخص ناحق لوگوں کا مال کھانے والوں میں داخل ہے۔"[3]

جوئے کے حرام ہونے کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو حرام بالنص "جُوا نص کے ذریعے حرام ہے۔[4]

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِ سنّت، امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "جُوا بھی بنص قطعی قرآن حرام ہے۔"[5]

1... (الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، صفحہ328، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت)

2... (الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، صفحہ330، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت)

3... (الکبائر مترجم، صفحہ211، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ)

4... (رد المحتار، جلد9، صفحہ665، مطبوعہ: کوئٹہ)

5... (فتاویٰ رضویہ، جلد21، صفحہ156، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ سود کھانا اور جُوا کھیلنا اور زانی وغیرہا سب فعل بد کی گناہ ایک برابر ہے یا نہ؟ اور ایسے آدمی کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”**یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں، اور ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحق نار وغضب جبار ہے**، پھر زنا کہ سخت خبیث کبیرہ ہے، اس میں اگر حق العبد شامل نہ ہو، تو سود اور جُوا اس سے بدتر ہیں، اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہو، تو وہ سود اور جوئے دونوں سے بدتر ہے، کہ سود اور جُوئے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ [1]

1... (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 155،154، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دوسرا باب

دوسرا باب جوئے کے دینی، دنیوی اور معاشرتی نقصانات کے بارے میں ہے۔

جوئے کے نقصانات:

جُوئے کے متعلق قرآن و حدیث میں مذمت وارد ہوئی ہے، اس سے سختی سے روکا گیا ہے۔ جُوئے میں مبتلا شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کا نافرمان اور سخت دینی نقصان اٹھانے والا ہے، بلکہ نہ صرف دینی، دنیوی اعتبار سے جُوا سخت نقصان دہ ہے۔ یہ معاشرے کے امن و سکون اور باہمی محبت کو کھا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ فی زمانہ مسلمانوں کی ایک تعداد اس خبیث ترین عمل میں مبتلا نظر آرہی ہے اور یہ لوگ دنیا و آخرت کے لیے حقیقی طور پر مفید کاموں کو چھوڑ کر اپنے شب و روز کو اسی عمل میں لگائے ہوئے ہیں اور ان کی اسی روش کا نتیجہ ہے کہ ان مسلمانوں کی نہ تو دنیوی پسماندگی دور ہو رہی ہے اور نہ ہی وہ اپنی اُخروِیْ کامیابی کے لیے کچھ کر پا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے جُوئے کے کچھ دینی اور دنیوی نقصانات ذکر کیے جا رہے ہیں، تاکہ مسلمان اس کو پڑھ کر جُوئے سے دُور رہیں اور جو مبتلا ہیں، وہ باز آئیں۔

جوئے کے دینی نقصانات:

آدمی کی پیدائش کا مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی پہچان اور اس کی بندگی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔“[1]

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”ارشاد فرمایا کہ میں نے جنوں

1... (القرآن، پارہ 27، سورۃ الذّٰریٰت، آیت 56)

اور انسانوں کو صرف دنیا طلب کرنے اور اس طلب میں منہمک ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا، بلکہ انہیں اس لیے بنایا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں اور انہیں معرفت (پہچان) حاصل ہو۔"[1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: "وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔"[2]

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "یہاں زندگی اور موت پیدا کرنے کی حکمت بیان کی جارہی ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالی نے تمہاری موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا، تاکہ دنیا کی زندگی میں وہ اپنے احکامات اور ممنوعات کے ذریعے تمہاری آزمائش کرے کہ کون زیادہ فرمانبردار، مخلص اور شریعت کے بیان کردہ طریقے کے مطابق عمل کرنے والا ہے اور کوئی اپنے برے اعمال کے ذریعے اللہ تعالی کو عاجز نہیں کر سکتا کیونکہ وہ غالب ہے اور گناہ گاروں میں سے جو توبہ کرے اسے بخشنے والا ہے۔"[3]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: "تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔"[4]

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو مزید سرزنش فرمائی کہ اے بد بختو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے، ایسا نہیں، بلکہ ہم نے تمہیں عبادت کے لئے پیدا کیا، تاکہ تم پر

1... (تفسیر صراط الجنان، جلد9، صفحہ 511، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

2... (القرآن، پارہ29، سورۃ الملک، آیت 2)

3... (تفسیر صراط الجنان، جلد10، صفحہ 238، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

4... (القرآن، پارہ18، سورۃ المومنون، آیت 115)

عبادت لازم کریں اور آخرت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ، تو تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں۔"[1]

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور ان کی تفسیر میں انسانی زندگی کے مقصد کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اور اس کی بندگی ہے اور ظاہر ہے یہ کام تبھی ہو سکتا ہے جب بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرے، شریعت کے احکام سیکھے، پھر ان پر عمل کرے، حالانکہ جوا ایسی چیز ہے کہ جو اس میں مشغول ہو جاتا ہے، وہ دین تو کیا دنیا سے بھی غافل ہو جاتا ہے، گھر بار، بیوی، بچوں کی پرواہ نہیں رہتی، اس کے پاس جوئے کے علاوہ کسی چیز کے لئے وقت نہیں ہوتا، ہر وقت اس پر جوا کھیلنے کی دھن سوار رہتی ہے، جیتنے کی صورت میں جیت کی خوشی کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالی کی یاد سے غافل رہتا ہے اور ہارنے کی صورت میں ہار کے غم اور دوبارہ جیتنے کے پلان میں مشغولیت کی وجہ سے وہ اللہ تبارک و تعالی کی یاد سے غافل رہتا ہے، اس طرح جواری آدمی اپنی زندگی کے مقصد سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔ جوا آدمی کو اللہ تعالی کی یاد اور نماز و روزہ وغیرہ عبادات سے غافل کر دیتا ہے، اس بات کو خود قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ-فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: "شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آئے؟"[2]

1... (تفسیر صراط الجنان، جلد6، صفحہ 570، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

2... (القرآن، پارہ06، سورۃ المائدۃ، آیت 91)

جوئے کے دنیوی نقصانات:

جو اجس طرح دینی اعتبار سے نقصان دہ ہے، اسی طرح دنیوی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے۔ اس کے کچھ دنیوی نقصانات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) جوئے میں بنیادی دنیوی نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے بغض، عداوت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں واضح طور پر اس کے مفاسد شمار کراتے ہوئے یہ بات ارشاد ہوئی، پھر بغض و عداوت کی وجہ سے قطع تعلق، لڑائی جھگڑے، گالم گلوچ وغیرہ ناپسندیدہ چیزیں واقع ہو جاتی ہیں، بلکہ بعض اوقات قتل وغارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

(2) جواری آدمی کو اگرچہ بعض اوقات نفع بھی ہوتا ہے، لیکن کبھی کبھار وہ اپنا سارا مال جوئے میں ہار دیتا ہے، پھر غربت و افلاس کا شکار ہو جاتا ہے، خوشحالی، بدحالی میں بدل جاتی ہے، مالی اعتبار سے زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے، کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جاتا ہے اور پھر اکثر پوری زندگی سنبھل نہیں پاتا۔

(3) جواری جوئے میں مال ہار جانے یا تنگدست ہو جانے کی وجہ سے اپنے ذمہ لازم بیوی، بچوں کے اخراجات صحیح طور پر نہیں کر پاتا، جس سے گھریلو جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور اکثر طلاق تک نوبت جا پہنچتی ہے، یوں ہنستا بستا گھر جوئے کی نحوست کی وجہ سے اُجڑ جاتا ہے۔

(4) جوا کی بدنامی کی وجہ سے بعض اوقات بیوی، بچے اسے چھوڑ جاتے ہیں اور بعض اوقات خود جواری ہار کے دباؤ کی وجہ سے بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، پھر ساری زندگی پریشان رہتا ہے اور پچھتاوے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا، یوں زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

(5) جوئے باز نفع کے لالچ میں بکثرت قرض لینے اور کبھی کبھی سودی قرض لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے اور جب وہ قرض ادا نہیں کر پاتا، یا اسے قرض نہیں ملتا، تو وہ ڈاکہ زنی اور چوری

وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے حتّٰی کہ جوئے باز چاروں جانب سے مصیبتوں میں ایسا گھِر جاتا ہے کہ بالآخر وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(6)جوئے میں مال ہارنے کی وجہ سے بسا اوقات اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جواری کو بھیک کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

(7)جواری آدمی کی معاشرے میں کوئی قدر و عزت باقی نہیں رہتی، لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے، لوگ اسے جوئے باز، سٹے باز کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(8)جواری آدمی محنت سے جی چرانے لگتا ہے، اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی عادت ختم ہو جاتی ہے، مفت خورہ ہو جاتا ہے، یوں وہ دوسروں کے لئے بوجھ ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں بھی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

(9)جوئے میں ہارنے کے غم کی وجہ سے بعض اوقات جواری خودکشی کر لیتا ہے۔

الغرض یہ ایسا ناسور ہے کہ اسلام نے تو اسے حرام قرار ہی دیا ہے، لیکن معاشرے میں جواری کو بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، حتی کہ ایسے شخص سے کوئی بھی بندہ اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات تو رشتہ دینے کے بعد بھی اگر جواری ہونا معلوم ہو جائے، تب بھی رشتہ ختم کر دیا جاتا ہے۔

یہ چند دنیوی نقصانات ہیں، اگر غور کیا جائے تو مزید نقصانات بھی سامنے آ سکتے ہیں، الغرض جُوا دینی، دنیوی دونوں اعتبار سے سخت نقصان دہ ہے اور جواری آدمی صرف دین ہی نہیں، اس کے ساتھ اپنی دنیا بھی خراب کر لیتا ہے، لہٰذا جُوئے سے بچنا از حد ضروری ہے۔

جوئے کے معاشرتی نقصانات:

(1)جوئے میں جیت کی صورت میں رقم چونکہ مفت ہاتھ آتی ہے، محنت نہیں کرنی پڑتی

اس وجہ سے جوئے باز اس کو خرچ بھی شاہانہ انداز میں کرتا ہے کہ نئی گاڑی لے لی، رہائش بہتر کر لی، دنوں میں ہی بعض اوقات وہ لاکھ پتی، کروڑ پتی ہو جاتا ہے، اس طرح دوسروں کے دلوں میں لالچ پیدا ہوتی ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ کیا محنت کرنی، ہم بھی اس کی طرح جُوا کھیلتے ہیں، ممکن ہے چانس لگ جائے اور ہم بھی امیر ہو جائیں، یوں ایک جُوئے باز، زبان حال سے کئی اور جوئے باز تیار کر لیتا ہے، بلکہ جوئے باز آدمی بعض اوقات مختلف اچھے ناموں سے لوگوں کو باقاعدہ جوا کھیلنے کے لئے تیار بھی کرتا ہے اور اس طرح وہ اپنی دینی، دنیوی تباہی کے ساتھ معاشرے کے لئے بھی ایک ناسور ہوتا ہے اور معاشرے کو تباہی کے راستے پر گامزن کر دیتا ہے۔

(2) دین اسلام دوسروں کے ساتھ خیر خواہی، مدارات و معاونت کا درس دیتا ہے، جود و سخا کو پسند کرتا ہے، جبکہ جُوا ان تمام اوصاف حمیدہ کو ختم کر دیتا ہے کہ جوئے باز آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے، اس کو صرف اپنی جیت کی فکر ہوتی ہے، وہ جود و سخا اور دوسروں کی مدد کی بجائے، ان سے مال نکلوانے کی ترکیبیں سوچتا رہتا ہے، اس طرح جوئے کی وجہ سے معاشرہ خود غرض بن جاتا ہے، صرف اپنی فکر ہوتی ہے، دوسرے کی مدد اور خیر خواہی کا جذبہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے۔

تیسرا باب

تیسرا باب جوئے کی لغوی و اصطلاحی تعریف، جوئے کی چالیس رائج صورتوں اور جوئے کے حکم کے بارے میں ہے۔

جوئے کی لغوی واصطلاحی تعریف

جوئے کے لیے عربی میں دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں: (1) قمار۔ (2) میسر۔

جوئے کی لغوی تعریف:

لفظ قمار کا مادہ اشتقاق (ق۔م۔ر) یعنی "قمر" ہے اور قمر عربی میں چاند کو کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے جوئے کو قمار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چاند ایک حالت پر نہیں رہتا، اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے گھٹتا، بڑھتا رہتا ہے، یونہی جوا بھی آدمی کے مال کو ایک حالت پر نہیں رہنے دیتا، کبھی گھٹاتا، کبھی بڑھاتا ہے اور جواری کا مال گھٹتا، بڑھتا رہتا ہے۔

بحر الرائق میں ہے: "القمار من القمر الذی یزداد تارة و ینقص اخری، و سمی القمار قماراً لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذهب ماله الی صاحبه، و یجوز ان یستفید مال صاحبه فیجوز الازدیاد والنقصان فی کل واحدة منهما فصار ذلک قماراً" قمار قمر سے ہے جو کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے اور قمار کا نام قمار اس لیے رکھا گیا ہے کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک کے بارے میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اس کا مال اس کے صاحب کے پاس چلا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے صاحب کا مال لے لے، تو دونوں کے مال میں گھٹنا بڑھنا ممکن ہے تو یہ قمار ہو گیا۔[1]

1... (بحر الرائق، جلد9، صفحہ 360، مطبوعہ کوئٹہ)

لفظ میسر کا مادہ اشتقاق (ی۔س۔ر) یعنی "یسر" ہے اور اس کا معنی آسانی ہے۔چونکہ جوئے میں بغیر تکلیف و مشقت کثیر منافع بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں،اسی لئے قرآن پاک نے اسے لفظ میسر سے تعبیر فرمایا ہے۔

تفسیر جمل میں جوئے کو میسر کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"وسمی القمار میسراً لان فیه اخذالمال بیسر"اور قمار کو میسر اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس میں آسانی کے ساتھ مال حاصل کرنا ہے۔[1]

تفسیر کبیر میں بھی یہی وجہ بیان ہوئی:"قال مقاتل:اشتقاقه من الیسر لانه اخذ لمال الرجل بیسر وسهولة من غیر کد ولا تعب"مقاتل نے کہا:میسر،یسر سے مشتق ہے،کیونکہ یہ دوسرے کا مال بغیر کسی تکلیف اور مشقت کے آسانی سے لے لینا ہے۔[2]

جوئے کی اصطلاحی تعریف:

جوا اس عقد کو کہتے ہیں جس میں دو طرفہ شرط ہو اور ہارنے کی صورت میں اپنی رقم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو اور جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے کی امید ہو۔

(اگر ایک طرف سے شرط ہو کہ مثلاً اگر تم جیتے تو تمہیں انعام دیا جائے گا اور اگر میں جیتا تو تمہیں کچھ نہیں دینا ہو گا،یہ جوا نہیں ہے۔)[3]

1... (تفسیر الجمل،جلد2،صفحہ 271،مطبوعہ کوئٹہ)

2... (تفسیر کبیر،جلد2،صفحہ 400،مطبوعہ لاہور)

3... **خیال رہے!** ایک طرف سے انعام وغیرہ کی شرط لگانا اگرچہ جوا نہیں ہے،مگر اس کی صرف چند صورتیں جائز ہیں،اس کی تفصیل یہ ہے کہ تیر اندازی،گھوڑے،گدھے،خچر،اونٹوں اور آدمیوں کی دوڑ،اسی طرح کشتی اور فقہی مسائل میں مقابلہ کرنے اور جو بھی چیز جہاد اور علمِ دین سیکھنے،سکھانے پر ابھارنے والی ہو،ان میں ایک جانب سے انعام کی شرط لگانا،بلا کراہت جائز ہے اور

اس کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں میں جہاد اور علم سیکھنے پر ابھارنا ہے، کیونکہ دین کا قیام جہاد اور علم کے ساتھ ہوتا ہے تو جو ان دونوں کی طرف راجع ہو اور لہو ولعب بھی مقصود نہ ہو، تو ان میں ایک جانب سے مال کی شرط لگانا، جائز ہو گا۔ ان چند صورتوں کے علاوہ دیگر چیزوں میں ایک جانب سے مال کی شرط لگانا، مکروہ وممنوع ہے، بلکہ جن صورتوں کو جائز قرار دیا گیا، ان میں بھی اگر لہو ولعب یا فخر وبڑائی مقصود ہو، تو وہ بھی مکروہ ہیں۔

پھر جن چیزوں میں ایک جانب سے انعام کی شرط لگانا، جائز ہے، تو جس کے لیے انعام وغیرہ کی شرط لگائی گئی ہے کیا وہ اس چیز کا مستحق ہو گا یا نہیں؟ اس حوالے سے حکم یہ ہے کہ ایک طرفہ شرط میں جو انعام طے پایا ہے، وہ انعام اس شخص کے لیے حلال وپاکیزہ تو ہو گا، مگر وہ اس کا مستحق نہیں ہو گا یعنی اگر دوسرا شخص انعام نہ دے، تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:" (ولا بأس بالمسابقة في الرمي والفرس) والبغل والحمار، كذا في الملتقى والمجمع، (والابل و) على (الاقدام) لانه من أسباب الجهاد فكان مندوبا، (حل الجعل) وطاب لا أنه يصير مستحقا.(إن شرط لمال) في المسابقة (من جانب واحد)۔۔۔ (و) كذا الحكم (في المتفقهة) فإذا شرط لمن معه الصواب صح، وإن شرطاه لكل على صاحبه لا "تیر اندازی، گھوڑے، خچر اور گدھے کی دوڑ میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسا ہی ملتقی اور مجمع میں ہے، اور اونٹوں پر اور پیدل دوڑ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ اسبابِ جہاد میں سے ہے، پس یہ عمل مندوب ہو گا اور انعام حلال اور پاکیزہ ہے نہ کہ وہ مستحق بن جاتا ہے، اگر دوڑ میں ایک جانب سے شرط لگائی جائے۔ اور فقہ کے مسائل میں مقابلہ کا حکم بھی یہی ہے، جبکہ یہ شرط لگائی کہ جس کا قول درست ہو گا تو ایسا کرنا صحیح ہے، اگر دونوں اپنے صاحب کے خلاف شرط لگائیں تو صحیح نہیں ہے۔ (تنویر الابصار ودر مختار مع رد المحتار، جلد09، ص663تا666، مطبوعہ کوئٹہ)

رد المحتار میں ہے:" ولا يجوز الاستباق في غير هذه الأربعة , وأما بلا جعل فيجوز في كل شيء، قال الزيلعي: والقياس أن لا يجوز لما فيه من تعليق التمليك على الخطر، ولهذا لا يجوز فيما عدا الأربعة كالبغل وإن كان الجعل مشروطا من أحد الجانبين۔(قوله وكذا الحكم في المتفقهة) أي على هذا التفصيل وكذا المصارعة على هذا التفصيل وإنما جاز، لأن فيه حثا على الجهاد وتعلم العلم، فإن قيام الدين بالجهاد والعلم

فجاز فيما يرجع إليهما لا غير۔ ملخصاً "ان چار چیزوں کے علاوہ میں انعام کے ساتھ مقابلہ کرنا، جائز نہیں ہے، البتہ انعام کے بغیر ہر چیز میں جائز ہے۔ علامہ زیلعی نے فرمایا قیاس یہ ہے کہ یہ جائز نہ ہو، کیونکہ اس میں تملیک کو خطر پر معلق کیا گیا ہے، اسی وجہ سے چار کے علاوہ میں جائز نہیں ہے۔ ان کا قول کہ " یہی حکم فقہی مسائل میں مقابلہ کرنے کا ہے "یعنی اس تفصیل کی بناء پر فقہ کے مسائل میں مقابلہ کرنے کا حکم ہے، اسی طرح اس تفصیل پر کُشتی کا حکم ہے، بے شک یہ جائز ہے، کیونکہ اس میں جہاد اور علم کی تعلیم پر ابھارنا ہے، کیونکہ دین کا قیام جہاد اور علم کے ساتھ ہوتا ہے تو جو ان دونوں کی طرف راجع ہو گا ان میں مقابلہ جائز ہو گا ان کے علاوہ میں جائز نہیں ہو گا۔ (ردالمحتار، جلد09، ص663تا666، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے:"مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا، یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہو سکتی ہے یا گھوڑے، گدھے، خچر میں، جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے، اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے، کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لیے کار آمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی طیاری ہے، لہو و لعب مقصود نہیں ، اگر محض کھیل کے لیے ایسا کرتا ہے، تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔

سبقت لے جانے والے کے لیے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیا کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں، بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہو سکتی ہے۔ سابق کے لیے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لیے حلال و طیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا۔

طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہو گی اس کو یہ دیا جائے گا، اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے، دونوں طرف سے ہو تو ناجائز، مثلاً: ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمہاری بات صحیح ہو، تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمہاری بات صحیح ہوئی

یونہی دو طرفہ شرط میں اگر کسی تیسرے کو اس طرح شامل کر لیا کہ اگر تم جیتے تو ہم دونوں مل کر تمہیں پورا انعام دیں گے اور اگر تم ہارے تو تمہیں کچھ نہیں دینا ہو گا، یہ بھی جوا نہیں ہے۔[1]

تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا، یہ جائز ہے۔

(بہار شریعت، جلد3، صفحہ607تا609، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

1.... اسی طرح دو طرفہ شرط میں اگر کسی تیسرے کو اس طرح شامل کر لیا کہ اگر تم جیتے تو ہم دونوں مل کر تمہیں پورا انعام دیں گے اور اگر تم ہارے تو تمہیں کچھ نہیں دینا ہو گا اور ہم دونوں میں سے کوئی جیتا تو ہارنے والا جیتنے والے کو دے گا مثلاً دو شخصوں نے پانچ سو روپے کی شرط لگائی اور ساتھ تیسرے بندے کو بھی شامل کر لیا اور طے یہ پایا کہ یہ تیسرا شخص جیت گیا تو دونوں سے پانچ پانچ سو یعنی ہزار روپے لے گا اور اگر یہ نہ جیتا تو دونوں کو کچھ نہیں دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو جیتے گا وہ دوسرے سے پانچ سو لے گا اور اگر دونوں ایک ساتھ جیتے یعنی برابر رہے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہیں دے گا اور تیسرے شخص سے بھی کچھ نہیں لیں گے اور ان دونوں سے کوئی ایک شخص اور یہ تیسرا مل کر جیتے یعنی برابر رہے تو یہ تیسرا شخص اپنے برابر رہنے والے شخص سے کچھ نہیں لے گا، بلکہ ہارنے والے سے لے گا، یہ بھی جوا کی صورت نہیں ہے۔

بہار شریعت میں ہے: "محلل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو کچھ دینے کو کہا تھا، یہ محلل دونوں سے لے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کر لیا کہ اگر محلل آگے ہو گیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے لے گا اور اگر محلل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گا وہ دوسرے سے پان سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا، نہ محلل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا، بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا۔"

یونہی دو طرفہ باہم شرط نہ ہو، بلکہ کوئی تیسرا آدمی انعام دینے کی حامی بھرے کہ تم کھیلو ، تم میں سے جو جیتا اسے میں انعام دوں گا اور ہارنے والے کو نہ کچھ ملے گا، نہ اسے کچھ دینا ہو گا، یہ بھی جوا نہیں ہے۔)

جوا کی تعریف معجم لغۃ الفقہاء میں کچھ یوں منقول ہے:" تعلیق الملک علی الخطر والمال من الجانبین "ترجمہ: اپنی ملکیت کو خطرے میں ڈالنا، اس حال میں کہ مال دونوں طرف سے ہو۔[1]

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے:"(حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد وحرم لو شرط)فیھا (من الجانبین)لانه یصیر قمارا(الا اذا ادخلا ثالثاً محللاً (بینھما) ملخصاً" انعام حلال ہے، اگر شرط ایک جانب سے ہو اور اگر جانبین سے شرط ہو، تو حرام ہے، کیونکہ اس وقت یہ جُوا ہو جائے گا، ہاں جب وہ اپنے درمیان کسی حلال کرنے والے کو داخل کر لیں، تو جائز ہو گا۔[2]

رد المحتار میں ہے:" القمار من القمر الذی یزداد تارة وینقص اخری، وسمی القمار قمارا لان کل واحد من المقامرین ممن یجوّز ان یذھب ماله الی صاحبه و یجوّز ان یستفید مال صاحبه وھو حرام بالنص، ولا کذلک اذا شرط من جانب واحد لان الزیادة والنقصان لا تمکن فیھما بل فی احدھما تمکن الزیادة و فی الآخر الانتقاص فقط فلا تکون مقامرة، لانھا مفاعلة منه "قمار قمر سے بنا ہے جو کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے، اور قمار (یعنی جوئے) کو قمار اس لیے

(بھار شریعت، جلد3، صفحہ608، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

1.... (معجم لغۃ الفقہاء، صفحہ 337، مطبوعہ: دار النفائس، بیروت)

2.... (تنویر الابصار ودر مختار مع رد المحتار، جلد9، صفحہ 664، مطبوعہ کوئٹہ)

کہتے ہیں کہ جو کھیلنے والوں میں سے ہر ایک میں اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس کا مال اس کے مقابل شخص کے پاس چلا جائے یا وہ اپنے مقابل شخص کے مال سے فائدہ حاصل کرے اور یہ نص سے حرام ہے۔اور یہ صورت نہیں ہو گی جب ایک جانب سے مال کی شرط ہو، کیونکہ کمی، زیادتی دونوں جانب ممکن نہیں ہو گی بلکہ ایک جانب صرف زیادتی اور دوسری طرف صرف کمی ممکن ہو گی، لہذا یہ جوا نہیں ہو گا کیونکہ وہ دونوں جانب سے ہوتا ہے۔[1]

اگر کوئی تیسرا آدمی جیتنے والے کو انعام دے تو جوا نہیں۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے:"قوله: (من جانب واحد) او من ثالث بان يقول الامير لفارسين اورامیین، من سبق منكما فله كذا وان سبق فلا شئی له۔اختيار وغرر الافكار" مصنف علیہ الرحمۃ کا قول: (اگر ایک جانب انعام کی شرط ہو تو جوا نہیں) یا کسی تیسرے آدمی کی طرف سے انعام دینے کی شرط ہو (تو بھی جوا نہیں ہو گا) جیسا کہ امیر دو گھڑ سواروں یا تیر اندازی کرنے والوں سے کہے: تم میں سے جو جیتا، اس کے لیے اتنا انعام ہو گا، اور اگر ہارا، تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔ یہ مسئلہ اختیار اور غرر الافکار سے منقول ہے۔[2]

بہار شریعت میں ہے:"مسابقت جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو، یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً: سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لئے انعام مقرر ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے۔ اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو، مثلاً: تم آگے

1.... (رد المحتار، جلد9، صفحہ 665، مطبوعہ کوئٹہ)

2.... (رد المحتار، جلد9، صفحہ 664، مطبوعہ کوئٹہ)

ہوگئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے، ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرایہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں، اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔"[1]

ہمارے معاشرے میں جوئے کی 40 رائج صورتیں:

عصرِ حاضر میں جہاں خرید و فروخت کی نِت نئی شکلیں متعارف ہوئی ہیں، تو وہاں جوا بھی اپنی جدید شکلوں اور متفرق صورتوں کے ساتھ نمودار ہوا ہے، جوئے کی کچھ صورتیں تو واضح ہیں، عام عوام بھی جوا سمجھ کر بچ جاتی ہے، مگر کچھ صورتیں ایسی بھی ہیں، جو نہ جوئے کے نام سے مشہور ہیں، نہ عوام کو ان کے جوا ہونے کی پہچان ہو پاتی ہے، کیونکہ انہیں انعام یا اور کوئی اچھا دینی نام دے دیا جاتا ہے، لہذا نیچے ہم ان شاء اللہ عزوجل جوئے کی چالیس (40) رائج صورتوں کا ذکر کریں گے، تاکہ لوگ انہیں جان لیں اور بچنا ممکن ہو۔

ریس کی صورت میں جوا:

(1) مختلف گاڑیوں مثلاً: کاروں، موٹر سائیکلوں وغیرہ، یونہی مختلف جانوروں مثلاً: کتوں، اونٹوں، بیلوں، بھینسوں وغیرہ کے درمیان ریس لگائی جاتی ہے اور جیتنے والوں کے لیے ترتیب وار پہلا، دوسرا اور تیسرا انعام مقرر ہوتا ہے، اس میں ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ انعامی رقم ریس لگانے والوں سے وصول کی جاتی ہے، یہ جوا کی صورت ہے، کیونکہ ہر رقم لگانے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کی رقم ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنی رقم کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے، لہذا یہ جُوا ہے۔

1... (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 607، 608، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

جانور لڑانے کی صورت میں جُوا:

(2) مختلف جانوروں مثلاً: اونٹوں، مینڈھوں، کتوں، مرغوں، تیتروں وغیرہ کو لڑایا جاتا ہے اور جیتنے والے کے لیے انعام مقرر ہوتا ہے۔ اس میں ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ انعامی رقم بھی ان جانور لڑانے والوں سے ہی جمع کر کے جیتنے والے کو دی جاتی ہے، یہ بھی جوا ہے کیونکہ ہر رقم لگانے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کی رقم ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنی رقم کے ضائع ہو جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

نیز جانوروں کو لڑانے میں جوا کی شرط نہ بھی لگائی جائے، تب بھی جانوروں کو آپس میں لڑانا ناجائز، گناہ اور حرام ہے، یونہی اِن کی لڑائی اور تماشا دیکھنا یا کسی شخص کا بالخصوص لڑائی کے لیے مرغ، کتے یا کسی جانور کو پالنا بھی ناجائز اور گناہ ہے، کیونکہ اِنہیں لڑانے میں جانور یقیناً زخمی ہوتے اور بعض صورتوں میں مر بھی جاتے ہیں، جو جانوروں پر سَراسَر ظلم اور اُنہیں بلاوجہ ایذا پہنچانا ہے، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو تکلیف دینے سے سختی سے منع فرمایا اور اِس کی شدید مذمت بیان کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا۔[1]

مذکورہ بالا حدیث پاک کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ رحم فرمائے! آج مسلمانوں میں مرغ لڑانا، کتے لڑانا، اونٹ، بیل لڑانے کا بہت شوق ہے، یہ حرام، سخت حرام ہے کہ اس میں بلاوجہ جانوروں کو ایذاء رسانی ہے، اپنا وقت

1... (جامع ترمذی، جلد1، صفحہ 433، مطبوعہ لاہور)

ضائع کرنا۔ بعض جگہ مال کی شرط پر جانور لڑائے جاتے ہیں، یہ جوا بھی ہے، حرام در حرام ہے۔"[1]

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں:" بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے مینڈھے لڑاتے ہیں، لعل لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔"[2]

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:"جانوروں کو لڑانا مثلاً: مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں، یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔"[3]

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے:"مرغیاں پالنا اگر نفع حاصل کرنے کے لیے ہے تو جائز ہے، لیکن اگر کوئی مرغ بازی یعنی مرغ، مرغیاں لڑانے کے لیے پالے، تو یہ جائز نہیں، اِس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔"[4]

معمہ حل کرنے کی صورت میں جُوا:

(3) آج کل بعض اخباروں، ٹی وی چینلوں، ماہناموں وغیرہ میں معمے یعنی مشکل سوال آتے ہیں، جن کو بھر کر بھیجنے اور صحیح جواب دینے والوں کے نام قرعہ اندازی میں ڈالے جاتے ہیں اور جیتنے والوں کے لیے مختلف اِنعام مقرر ہوتے ہیں، لیکن معمہ حل کرنے کے لئے شروع میں فیس کے نام پر کچھ نہ کچھ رقم وصول کی جاتی ہے، جو کہ ناقابل واپسی ہوتی ہے۔ معمہ حل کرنے کی

1... (مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 643، مطبوعہ: قادری پبلیشرز، لاہور)

2... (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ 655، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

3... (بہارِ شریعت، جلد3، صفحہ 512، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، کراچی)

4... (فتاوی فقیہِ ملت، جلد2، صفحہ 297، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

یہ صورت بھی در حقیقت جُوا ہے، کیونکہ یہاں بھی دو طرفہ شرط موجود ہے کہ اگر فیس ادا کر کے معمہ حل کر لیا اور قرعہ اندازی میں بھی نام نکل آیا، تو انعام کی صورت میں دوسرے کا مال اس کو مل جائے گا اور اگر معمہ حل نہ کر سکے یا حل کر لینے کے باوجود قرعہ اندازی میں نام نہ نکلا، تو اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا، لہٰذا یہ بھی جوا ہے۔

کھیلوں میں جوا:

(4) کرکٹ، فٹ بال، والی بال وغیرہ مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹ منعقد کیے جاتے ہیں اور فائنل جیتنے والی ٹیم کے لیے انعام مقرر ہوتا ہے یا فائنل جیتنے والی ٹیم کے لیے بڑا انعام اور فائنل میں پہنچ کر ہار جانے والی دوسری ٹیم کے لیے چھوٹا انعام مقرر کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے ٹورنامنٹس اکثر نجی سطح پر مختلف گاؤں یا ایک، دو شہروں کی ٹیمیں مل کر منعقد کرتی ہیں۔ ان ٹورنامنٹس میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے فیس کے نام پر مخصوص رقم ہر کھلاڑی سے لی جاتی ہے اور جمع کر کے دیگر چھوٹے موٹے اخراجات کے ساتھ آخر میں اسی رقم کے ذریعے انعام دیا جاتا ہے۔ یہ صورت بھی جُوا کی ہے، کیونکہ یہاں بھی ہر کھلاڑی کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

(5) کرکٹ، فٹ بال، اسنوکر وغیرہ بعض کھیلوں میں چھوٹی سطح پر یہ رائج ہے کہ دو ٹیمیں یا دو آدمی گیم کھیلتے ہیں اور یہ طے پاتا ہے کہ ہارنے والی ٹیم یا ہارنے والا شخص دوسروں کو مٹھائی کھلائے گا یا بوتل وغیرہ پلائے گا۔ یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ ہر ایک کے متعلق یہ امکان ہے کہ جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اس کے پاس آجائے گا اور ہارنے کی صورت میں اس کا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

(6) بعض نوجوان کیرم اور بلیرڈ کلب وغیرہ میں جاکر کھیلتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ کلب کی فیس ہارنے والا ادا کرے گا، اس میں بظاہر صرف ایک کی رقم جانے کا اندیشہ ہے اور رقم کی صورت میں کسی کے پاس کچھ نہیں آنا، مگر درحقیقت یہ بھی جوا ہی ہے کیونکہ اگرچہ اس میں جیتنے والے کو رقم نہیں ملے گی، مگر ہارنے والا اس کی طرف سے بھی کلب والے کو رقم ادا کرے گا، یوں یہ بھی اپنے پاس دوسرے کی رقم آنا کہلائے گا، لہٰذا یہ صورت بھی جُوا میں داخل ہے۔

تنبیہ: یاد رہے ہر ایسا کام جس کی شریعت کی نظر میں کوئی مقصود منفعت نہ ہو، اس کا اجارہ جائز نہیں ہوتا اور یہ واضح ہے کہ کیرم بورڈ اور بلیرڈ وغیرہ کا کوئی جائز دنیوی یا دینی مقصد نہیں، بلکہ یہ محض لہو ولعب کے طور پر کھیلے جاتے ہیں، لہٰذا کھیلنے کی ممانعت کے ساتھ اس طرح کے کاموں کا کلب کھولنا اور اس طرح کے لہو ولعب کے کاموں پر اجارہ کرنا بھی ناجائز وحرام ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(تملیک نفع) مقصود من العین (بعوض) حتی لو استاجر ثیاباً او اوانی لیتجمل بها فالاجارة فاسدة ولا اجر له لانها منفعة غیر مقصودة من العین۔ بزازیة۔ ملخصاً“ عین سے مقصود نفع کو عوض کے بدلے مالک بنانے کا نام اجارہ ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے کپڑے یا برتن اس غرض سے کرائے پر لیے کہ وہ ان سے خوبصورتی اختیار کرے گا، تو اجارہ فاسد ہے اور مالک کے لیے کوئی اجرت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ ایسی منفعت ہے جو عین سے مقصود نہیں۔ بزازیہ۔[1]

رد المحتار میں ہے: ”قوله: (مقصود من العین) ای فی الشرع و نظر العقلاء بخلاف ما

1... (تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، جلد 09، صفحہ 6، 7، مطبوعہ کوئٹہ)

سیذکرہ فانہ وان کان مقصوداً للمستاجر لکنہ لا نفع فیہ ولیس من المقاصد الشرعیۃ "مصنف علیہ الرحمۃ کا قول: (عین سے مقصود ہو) یعنی شرع کی نظر میں اور عُقلاء کی نظر میں برخلاف اس کے جس کا ذکر عنقریب کریں گے، کیونکہ اگرچہ وہ مستاجر کا مقصود ہے، لیکن اس میں کوئی نفع نہیں ہے اور وہ مقاصد شرعیہ میں سے بھی نہیں ہے۔[1]

تنویر الابصار ورد المحتار میں ہے: "(والعبارۃ بین الھلالین لرد المحتار): " لا تصح الإجارة لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي (كالمزامير والطبل) "گناہ کے کاموں، مثلاً: گانا گانے، نوحہ کرنے اور لہو ولعب کی چیزوں جیسے مزامیر اور ڈھول کا اجارہ کرنا درست نہیں ہے۔[2]

بہار شریعت میں ہے: "ملاہی یعنی لہو ولعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔"[3]

(7) بچوں میں کانچ کی گولیوں یعنی بانٹے کا گیم کھیلا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ تین چار لڑکے اپنی اپنی کانچ کی گولیاں جمع کرکے ایک ساتھ پھینکتے ہیں اور باری باری سب اس پر گولی پھینکتے ہیں اور یہ شرط ہوتی ہے کہ اپنی باری پر گولی پھینکنے پر اگر وہ کسی دوسری گولی کو لگ گئی، تو سب پھینکی گئی گولیوں کا وہ مالک ہو جائے گا، یہ بھی جُوا ہے کیونکہ یہاں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اسے مل جائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور یہی جُوا ہے۔

(8) کانچ کی گولیوں کے کھیل میں جوا کی ایک یہ صورت بھی رائج ہے کہ ایک بچہ اپنے ہاتھ میں کچھ کانچ کی گولیاں لے کر دوسرے سے پوچھتا ہے کہ جفت ہے یا طاق؟ اگر دوسرا صحیح

1... (رد المحتار، جلد9، صفحہ6، 7، مطبوعہ کوئٹہ)

2... (تنویر الابصار ورد المحتار، جلد9، صفحہ92، 93، مطبوعہ کوئٹہ)

3... (بہار شریعت، جلد03، صفحہ144، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

بتادے تو پوچھنے والا ہاتھ میں موجود ساری کانچ کی گولیاں دوسرے کو دے دیتا ہے، اور اگر غلط بتائے، تو دوسرے کو اتنی تعداد میں کانچ کی گولیاں دینی پڑتی ہیں۔ یہ بھی جوا ہے کیونکہ یہاں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اسے مل جائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور یہی جُوا ہے۔

معاشرے میں کانچ کی گولیوں سے اور بھی کئی کھیل کھیلے جاتے ہیں، جن میں یا تو اپنا مال چلا جاتا ہے یا دوسرے کا مل جاتا ہے، وہ جُوا ہی ہے۔

(9) بچوں میں اخروٹ کا گیم بھی کھیلا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اخروٹ کے ذریعے بچے نشانہ بناتے ہیں، اگر نشانہ صحیح لگ جائے، تو وہ دوسرے سے طے شدہ اخروٹ وصول کرتا ہے اور دونوں صورتوں میں ایک وقت آتا ہے کہ ایک ہار کر خالی ہو جاتا ہے اور دوسرے کے پاس جیت کر اخروٹ ڈبل ہو جاتے ہیں، یہ بھی جُوا ہے کیونکہ یہاں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اسے مل جائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور یہی جُوا ہے۔

(10) لٹّو کے ذریعے بھی جُوا کھیلا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو لڑکے مل کر کچھ پیسوں کی شرط لگا کر لٹو چلاتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ جس کا لٹو پہلے رک جائے گا وہ ہار جائے گا اور جس کا آخر تک چلتا رہے گا، وہ جیت جائے گا اور ہارنے والا، جیتنے والے کو مخصوص رقم دے گا، تو یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ یہاں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اسے مل جائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

(11) بچوں میں اکثر اور بعض جگہ بڑوں میں ایک روپے، دو روپے، پانچ روپے کے سکوں کے ذریعے ایک گیم کھیلا جاتا ہے۔ اس کی صورت بھی اوپر مذکور کانچ کی گولیوں والی

صورت سے ملتی جلتی ہوتی ہے کہ تین، چار لڑکے مخصوص مقدار میں اپنے اپنے سکے جمع کر کے پھینکتے ہیں اور باری باری سب اس پر سکہ یا اس کے علاوہ کوئی بھاری چیز پھینکتے ہیں اور یہ شرط ہوتی ہے کہ پھینکی جانے والی چیز جب کسی سکے پر پڑی تو سارے سکے اس مارنے والے کے ہو جائیں گے، یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ یہاں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اسے مل جائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور یہی جُوا ہے۔

(12) دیہاتوں یونہی بعض شہروں میں کبوتر بازی کی ایک صورت یہ رائج ہے کہ دو یا دو سے زائد آدمی مل کر اپنے اپنے کبوتر اس طرح اُڑاتے ہیں کہ دونوں جانب سے سب کبوتر ایک ساتھ مل کر کچھ دیر اُڑتے رہتے ہیں اور یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر کسی کا کبوتر دوسرے کے پاس چلا گیا، تو وہ اس کا مالک سمجھا جائے گا اور واپس نہیں کرے گا، یہ بھی جُوا کی صورت ہے کیونکہ یہاں بھی دو طرفہ شرط ہے اور دونوں طرف یہ امکان موجود ہے کہ اس کے کبوتر دوسرے کے پاس چلے جائیں یا دوسرے کے کبوتر اس کے پاس آجائیں، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

یہاں یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ کبوتر پالنا اگر صرف دل بہلانے کے لیے یا کسی اور جائز مقصد کے لیے ہو تو جائز ہے، البتہ ان کے کھانے پینے کا مکمل خیال رکھا جائے یا ان کو کچھ وقت کے لیے آزاد چھوڑا جائے کہ وہ اپنے کھانے پینے کا خود انتظام کر سکیں اور اگر صرف کبوتر بازی کے لیے پالتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہے کہ کئی ممنوعات کا جامع ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو خاص ایسے شخص کو حدیث پاک میں شیطان کہا گیا ہے کہ یہ لہو و لعب میں داخل ہو گا اور مسلمان کے لیے لہو مکروہ و ممنوع ہے۔ دوسرا یہ کہ عموماً کبوتر باز دن بھر کبوتروں کو بھوکا اڑاتے ہیں اور اگر وہ اترنا چاہیں تو اترنے نہیں دیتے تو یہ جانور پر ظلم ہے، نیز کبوتر باز عموماً کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتے ہیں، جس سے دوسرے گھروں میں نگاہ پڑتی ہے اور بے پردگی ہوتی ہے یا ان کو اڑانے

کے لیے کنکریاں پھینکتے ہیں، جس سے لوگوں کے برتن یا کھڑکیاں ٹوٹنے کا یا کسی کی آنکھ پھوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

کھیل کود کے طور پر کبوتر بازی کرنے والے کو حدیثِ پاک میں شیطان کہا گیا ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یتبع حمامۃ، فقال: شیطان یتبع شیطانۃ" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ (بطور کھیل کود کے) کبوتری کا پیچھا کر رہا تھا، تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: شیطان، شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے۔[1]

اس آدمی کو شیطان اور کبوتری کو شیطانہ کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وانما سماہ شیطانا لمباعدتہ عن الحق واعراضہ عن العبادۃ واشتغالہ بما لا یعنیہ وسماھا شیطانۃ لانھا اغفلتہ عن ذکر الحق وشغلتہ عما یھمہ من صلاح الدارین" اور اس آدمی کو شیطان اس لیے کہا کہ وہ حق سے دور اور عبادت سے اعراض کیے ہوئے تھا اور ایک لایعنی (فضول) کام میں مشغول تھا، اور اس کبوتری کو شیطانہ اس لیے کہا کیونکہ اس نے اس آدمی کو حق کی یاد سے غافل کیا اور ایسے کام میں مشغول کیا جو کہ دونوں جہاں کی بھلائی میں سے نہ تھا۔[2]

جانوروں پر ظلم کرنا منع ہے، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓىٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: "اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں۔"[3]

1... (سنن ابن ماجہ، جلد4، صفحہ693، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ)

2... (فیض القدیر، جلد4، صفحہ218، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

3... (القرآن، پارہ7، سورۃ الانعام، آیت38)

مذکورہ آیت کے تحت مشہور مفسّر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ای ھم جماعات مثلکم في ان اللہ عز وجل خلقھم، وتکفل بارزاقھم، وعدل علیھم، فلا ینبغي ان تظلموھم، ولا تجاوزوا فیھم ماامرتم بہ" یعنی اُن کی تمہاری طرح ہی جماعتیں اور گروہ ہیں، وہ یوں کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اُن کے رزق کو اپنے ذمہ کرم پر لیا اور اُن میں عدل قائم کیا، پس یہ ہر گز مناسب نہیں کہ تم اُن جانوروں پر ظلم کرو، نیز اُن کے بارے میں جو تمہیں حکم دیا گیا ہے، اُس سے تجاوز نہ کرو۔[1]

امامِ اہلِ سُنَّت، الشاہ، امام اَحمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لیے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مؤدی (لے جانے والا) نہ ہو، جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اُڑائے کہ مسلمانوں کی عورات (عورتوں) پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تماشا ہونے کے لیے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے دیں، ایسا پالنا حرام ہے۔"[2]

(13) پتنگ بازی بہت عام ہے اور اس میں ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ دو آدمی اس شرط کے ساتھ پتنگ اڑاتے ہیں کہ جس نے دوسرے کی پتنگ کاٹ دی، کاٹنے والے کو وہ دوسرا شخص مخصوص رقم ادا کرے گا یا اس کی پتنگ اور ڈور لے لے گا، یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ یہاں ہر ایک کے متعلق یہ امکان ہے کہ وہ دوسرے کی پتنگ کاٹ دے اور دوسرے کی رقم یا پتنگ وڈور حاصل کرلے یا اس کی پتنگ کٹ جائے اور اس کی رقم وغیرہ دوسرے کے پاس چلی جائے، اور یہی جُوا ہے۔

یاد رہے! پتنگ بازی کرنا، یونہی پتنگ بیچنے کا کاروبار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ پتنگ

1.... (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد6، صفحہ 419، مطبوعہ: دارالکتب المصریہ، قاہرہ)

2.... (فتاوی رضویہ، ج24، صفحہ 655، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اڑانا ایک فضول وعبث کھیل ہے ، جس کا دینی یا دنیاوی اعتبار سے کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بے شمار ہیں، موجودہ دور میں جس انداز میں پتنگ بازی رائج ہے جو انتہائی بے پردگی، بے حیائی، بیہودگی، شور شرابے، گانے باجے، ہوائی فائرنگ، ایذائے مسلم، پڑوسیوں کے حقوق کی بربادی، گردنیں کاٹنے، راہ گیروں کو زخمی کرنے، جانیں ہلاک کرنے اور اس طرح کے محرمات کا مجموعہ ہے۔ پتنگ بازی کے ایام میں ہزاروں خبریں موصول ہوتی ہیں کہ راہ چلتے یا سواری پر سفر کرتے ہوئے گلے پر ڈور پھرنے سے فلاں کی جان چلی گئی یا کسی حادثے کا شکار ہو گیا اور ڈور یا پتنگ کے بجلی کی تاروں میں الجھنے سے بھی مالی وجانی نقصانات ہوتے رہتے ہیں اور دین اسلام کا قطعی اور پُرزور حکم ہے کہ لوگوں کو جانی مالی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

(14) لڈو، تاش اور شطرنج وغیرہ گیمز مختلف لوگ آپس میں مخصوص رقم ملا کر اس طرح کھیلتے ہیں کہ جو جیتا، ساری جمع شدہ رقم کا مالک ہو جائے گا، یہ بھی جوا ہے، کیونکہ یہاں بھی ہر کھیلنے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال مِل جانے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

بلکہ شَطرنج اور تاش وغیرہ پر کسی قِسم کی بازی یا شَرط نہ بھی لگائی جائے تب بھی یہ کھیل ناجائز ہیں اور بالخصوص شطرنج کھیلنے کے متعلق احادیث مبارکہ میں وعیدات بھی بیان کی گئی ہیں۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”من لعب بالنرد فقد عصی اللہ و رسولہ“ جو کوئی نَرد کھیلے تو تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔[1]

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”گنجفہ، تاش حرام مطلق ہیں کہ ان میں علاوہ لہو ولعب کے تصویروں کی تعظیم ہے۔“[2]

1... (سنن ابن ماجہ، جلد4، صفحہ691، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ)

2... (فتاویٰ رضویہ، جلد24، صفحہ141، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”دونوں (تاش و شطرنج) ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔“[1]

(15) کبڈی، کُشتی وغیرہ کھیلوں میں بعض اوقات بطور ٹیم اور بعض اوقات فرداً فرداً مقابلہ ہوتا ہے اور اس میں ایک صورت یہ رائج ہے کہ انعامی رقم انہی کبڈی یا کُشتی کھیلنے والوں سے وصول کی جاتی ہے اور پوری رقم جیتنے والی ٹیم یا فرد کو دے دی جاتی ہے، ہارنے والے کو کچھ نہیں ملتا، یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ یہاں بھی ہر کھیلنے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال مل جانے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

نوٹ: کُشتی کھیلنا اگر لہو و لعب کے طور نہ ہو، بلکہ جسمانی قوت مقصود ہو یا جہاد کی تیاری کے لیے ہو اور کھلتے وقت ستر بھی چھپا ہو کہ بد نگاہی نہ ہو رہی ہو اور اس میں کوئی ناجائز شرط بھی نہ لگائی ہو، تو یہ جائز ہے، البتہ دورِ حاضر میں جس طرح کبڈی کھیلنا رائج ہے، یہ ناجائز و حرام ہے۔

اولاً: اس لیے کہ کبڈی کھیلتے وقت عمومی طور پر اعضائے ستر کھلے ہوتے ہیں، جبکہ لوگوں کے سامنے اعضائے ستر (ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک کے اعضاء) کھولنا سخت ناجائز و حرام ہے۔

ثانیاً: اس لیے کہ یہ لہو و لعب ہے کہ نہ اس میں دین کا کوئی نفع ہے نہ دنیا کا کوئی جائز فائدہ اور ہر لہو و لعب کم از کم مکروہ و ممنوع، پھر لہو و لعب اگر ایسا ہے جس میں کوئی ناجائز فعل بھی شامل ہے، مثلاً: ایسا کھیل جس میں ستر کھُلنا پایا جائے، تو وہ ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح ایسی کبڈی کا دیکھنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں کبڈی کھیلنے والوں کے اعضائے ستر واضح نظر آئیں گے اور کسی مرد کے اعضائے ستر کی طرف نظر کرنا، ناجائز و حرام ہے۔

1... (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 113، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے:" کُشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو، بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے، یہ جائز و مستحسن و کار ثواب ہے، بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں، یہ ناجائز ہے۔ "[1]

اسی میں ہے:" مرد، مرد کے ہر حصہ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے، سوائے ان اعضا کے جن کا ستر ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے، جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گُھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے، تو سختی سے منع کرے۔ "[2]

آن لائن ویڈیو گیمز میں جوا:

آج کل بہت سے نوجوانوں کو آن لائن ویڈیو گیمز کھیلنے کی لَت پڑ گئی ہے، جبکہ ان ویڈیو گیمز میں کئی صورتیں جُوے کی بھی پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں ان کی چند صورتیں بیان کی جارہی ہیں۔

(16) انٹرنیٹ پہ ایک آن لائن گیم کی ایپ موجود ہے، جسے انسٹال کرکے عالَمی کرکٹ، آئی پی ایل، فٹ بال اور دیگر تمام کھیل کے اندر ٹیموں میں کوئی ایک ٹیم سلیکٹ کی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ میچ شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے تک آپ دونوں ٹیموں میں سے گیارہ کھلاڑیوں کو سلیکٹ کریں گے، جس میں ایک وکٹ کیپر، تین سے پانچ بیٹر، تین سے پانچ بالر اور ایک سے تین آل راؤنڈر کی سلیکشن کرنی پڑے گی، اس کے بعد انہی گیارہ کھلاڑیوں میں سے ایک کو کپتان، اور ایک کو نائب کپتان چُننا پڑے گا۔ جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اگر

1... (بہار شریعت، جلد3، صفحہ512، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

2... (بہار شریعت، جلد3، صفحہ442، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

کپتان رَن بنائے گا تو اسے ڈبل پوائنٹس ملیں گے جبکہ نائب کپتان کے رَن بنانے پر 1.5 پوائنٹس حاصل ہوں گے۔ اس میں ہر Contest (مقابلے) کی فیس مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً اگر آپ 26 روپے لگاتے ہیں تو آپ کے ساتھ لاکھوں لوگ ہوں گے اور پوائنٹس کے اعتبار سے ان سب کے درمیان روپیہ تقسیم کیا جائے گا۔ اور اس سے جس قدر زیادہ روپے لگائیں گے اسی اعتبار سے آپ کے زمرے اور Contests میں لوگ کم ہوتے جائیں گے جس کی وجہ سے زیادہ روپے ملنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو ٹیم آپ نے بنائی ہے اگر انہوں نے عمدہ کارکردگی اور بہترین پرفارم کیا، تو آپ کے پوائنٹس میں اضافہ ہو گا اور آپ روپے جیت سکیں گے۔ اور ہارنے والوں کو نہ ہی ان کا روپیہ واپس ملتا ہے اور نہ انہیں کوئی انعام ملتا ہے۔ یہ بھی جوا کی صورت ہے، کیونکہ یہاں بھی ہر کھیلنے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال مل جانے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جوا ہے۔

(17) ایک آن لائن گیم (جسے کھیلنے کی قیمت بیس روپے ہے) اس کھیل میں اگر گیند مار کر ڈبے گرا دیئے، تو بدلے میں موبائل گفٹ ملتا ہے، ورنہ پیسے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ یہاں بھی ہر کھیلنے والے کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال مل جانے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

(18) اسی طرح ایک ایسی گیم ہے جسے کھیلنے سے پیسے اور انعام ملتا ہے، اس میں کئی لوگ شریک ہوتے ہیں، ہر شخص نے پہلے دس روپے جمع کروانے ہوتے ہیں، پھر سب مل کر گیم کھیلتے ہیں، ان میں سے جو شخص گیم جیت جائے تو تمام جمع شدہ رقم اس کے اکاؤنٹ میں آجاتی ہے اور جیتنے پر اسے پرائز یعنی انعام بھی ملتا ہے اور جو ہار جائے تو اسے اپنے جمع کروائے ہوئے دس روپے بھی واپس نہیں ملتے، یہ بھی جُوا کی صورت ہے کیونکہ یہاں بھی ہر کھیلنے والے کے متعلق

جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال مل جانے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

یہ ذہن نشین رہے! مذکورہ کھیلوں میں اگر جُوا کی صورت نہ بھی ہو، تب بھی لہو ولعب کے طور پر کچھ کھیلنا، چاہے موبائل پر ہو یا موبائل کے علاوہ، بہر صورت ممنوع و باطل ہے کہ احادیث کریمہ میں اس طرح کے کھیلوں سے ممانعت فرمائی گئی ہے اور اس میں بلاوجہ اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے۔ نیز عام طور پر موبائل کی گیمز میں میوزک اور فحش تصاویر وغیرہ اور دیگر کھیل جیسے کبڈی وغیرہ میں کئی ایسے امور موجود ہوتے ہیں، جن کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اگر ایسا کھیل ہو، تو ممانعت کا حکم اور بھی سخت ہو جائے گا۔

البتہ تندرستی کے لیے ٹہلنا یا ورزش کے لیے ایسا کھیل کھیلنا جس سے لہو ولعب مقصود نہ ہو اور اس میں کوئی خلافِ شرع کام نہ کرنا پڑے، جائز ہے۔

لہو ولعب کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کل ما یلھو بہ المرء المسلم باطل إلا رمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فإنھن من الحق" یعنی ہر وہ شے جس سے کوئی مسلمان غفلت میں پڑ جائے، باطل ہے مگر کمان سے تیر اندازی کرنا اپنے گھوڑے کو سکھانا اور اپنی بیوی سے ملاعبت (کھیل کود) کرنا یہ تین کام حق ہیں۔[1]

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کھیلوں کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "اسی طرح ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرضِ دین نہ کوئی منفعتِ جائزہ دنیوی ہو، سب مکروہ و بیجا ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ۔ درمختار میں ہے: "وکرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبتہ باھلہ وتادیبہ للفرسہ ومناضلتہ بقوسہ" ہر کھیل مکروہ ہے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

1... (سنن ابن ماجہ، جلد2، صفحہ 90، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ)

مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے، سوائے تین کے، خاوند کا اپنی اہلیہ سے کھیلنا، اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھاتے ہوئے اس سے کھیلنا، اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنا۔[1]

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "حدیث میں ہے: "کل ما یلھو بہ المرء المسلم باطل إلا رمیہ بقوسہ و تأدیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فإنھن من الحق" یعنی ہر وہ شے جس سے کوئی مسلمان غفلت میں پڑ جائے باطل ہے، مگر کمان سے تیر اندازی کرنا، اپنے گھوڑے کو سکھانا، اور اپنی بیوی سے ملاعبت (کھیل کود) کرنا یہ تین کام حق ہیں۔ حدیث میں واضح طور پر بتادیا کہ مؤمن کی زندگی لہو و لعب کے لیے نہیں ہے۔ لہٰذا تندرستی کے لیے ٹہلنا یا ورزش کے لئے تھوڑا کھیلنا، تو جائز ہے۔"[2]

مختلف کھیلوں پر سٹہ کی صورت:

آج کل جُوا کی جو سب سے زیادہ رائج صورت ہے اور جس میں کروڑوں، اربوں کا جُوا کھیلا جاتا ہے، وہ مختلف کھیلوں کرکٹ، فٹ بال، ہاکی وغیرہ کے میچوں پر کھیلا جانے والا جُوا ہے۔ اس کی چند صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(19) نیشنل یا انٹرنیشنل سطح پر کھیلے جانے والے کرکٹ، فٹ بال اور ہاکی وغیرہ کے میچوں پر مختلف ٹیموں کے اعتبار سے جُوا کھیلا جاتا ہے۔ کس کس ٹیم کے جیتنے اور کس کس کے ہارنے کا امکان زیادہ ہے، اس کو دیکھتے ہوئے، ہر ٹیم کے مقابل میں جوئے کی ایک مخصوص رقم مقرر کر دی جاتی ہے، جن ٹیموں کے ہارنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، ان میں رِسک چونکہ زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا ان کی جوئے کی رقم بھی زیادہ مقرر ہوتی ہے۔ پھر مختلف جُواریوں جنہیں ان کی اصلاح میں بکیز کہا جاتا ہے، ان میں ٹیمیں تقسیم ہو جاتی ہیں، ہر ایک اپنی اپنی ٹیم چوائس کر لیتا ہے اور اپنی

1.... (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ78، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

2.... (وقار الفتاویٰ، جلد3، صفحہ436، مطبوعہ کراچی)

ٹیم کے جیتنے کی صورت میں اسے انعام اور ہارنے کی صورت میں خطیر رقم ادا کرنی پڑتی ہے، یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ یہاں بھی جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہوتا ہے۔

(20)ان میچوں میں سٹہ کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ فلاں مشہور بالر کتنی وکٹیں لے گا؟ اسی طرح فلاں بیٹسمین ففٹی یا سنچری بنائے گا یا نہیں؟ اسی طرح آج میچ وِنر کون ہو گا؟ وغیرہ باتوں پر جُوا کھیلا جاتا ہے اور باہم جیت وہار پر مخصوص رقم مقرر کی جاتی ہے، یہ بھی جوا ہے، کیونکہ جیت کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال چلے جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

(21)ان میچوں پر جُوا کھیلنے کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر بال پر چھکا، چوکا، وائیڈ نو بال یا آؤٹ کرنے کے اعتبار سے رقم مقرر ہوتی ہے یعنی اس بال پر چھکا یا چوکا لگے گا یا نہیں؟ بالر وائیڈ یا نو بال کرائے گا یا نہیں؟ وکٹ لے گا یا نہیں؟ اس پر مخصوص رقم مقرر ہوتی ہے، یہ بھی جوا ہے، کیونکہ یہاں بھی جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، اور یہی جُوا ہے۔

مختلف کمیٹیوں کی صورت میں جُوا:

آج کل مختلف پُرکشش ناموں سے مسلمانوں میں کئی کمیٹیاں رائج ہیں، کبھی عمرہ کے مقدس نام سے کمیٹی ڈالی جاتی ہے، کبھی موٹر سائیکل، فریج وغیرہ مختلف انعامات کے نام پر کمیٹی ڈالی جاتی ہے، کبھی لاکھ، دو لاکھ روپے رقم جیتنے کے نام سے کمیٹی ڈالی جاتی ہے، کبھی لکی کمیٹی، لکی ڈرا کے نام پر کمیٹی ڈالی جاتی ہے، الغرض مختلف ناموں سے کمیٹیاں ڈالی جاتی ہیں اور لوگ تھوڑی رقم کے ذریعے زیادہ انعام حاصل کرنے کے لالچ میں دھڑا دھڑ ایسی کمیٹیوں میں شمولیت اختیار

کر لیتے ہیں اور عموماً اس طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی کہ شرعی نقطہ نگاہ سے یہ جائز بھی ہیں یا نہیں، حالانکہ ان میں سے اکثر جُوا وغیرہ کئی خرابیوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔

کچھ ایسی کمیٹیاں جن میں جُوا پایا جاتا ہے، نیچے ان کا ذکر کیا جارہا ہے:

(22) عمرہ کے ٹکٹ، بغداد شریف یا اجمیر شریف حاضری وغیرہ مختلف مقدس ناموں سے قرعہ اندازی کی جاتی ہے اور سو روپے یا اس سے کچھ کم، زیادہ رقم فی پرچی وصول کی جاتی ہے اور یہ طے ہوتا ہے کہ پرچی میں جس کا نام نکل آیا، اسے عمرہ وغیرہ کا ٹکٹ دیا جائے گا اور جن کا نام نہ نکلا، ان کی رقم ضائع ہوگئی یعنی واپس نہیں کی جائے گی، یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ ہر حصہ لینے والے شخص کے متعلق یہ امکان ہے کہ جیتنے کی صورت میں عمرہ وغیرہ کے ٹکٹ کے طور پر دوسروں کا مال اس کے پاس آجائے گا اور ہارنے کی صورت میں اپنی رقم دوسرے کے پاس چلی جائے گی۔ نیز جُوا کے باوجود عمرہ کمیٹی وغیرہ کے مقدس نام پر ایسا کام کرنا اور زیادہ شنیع و قبیح ہے کہ اس پُر فریب نام کے دھوکے میں مبتلا ہو کر سادہ لوح عوام جُوئے والے پہلو سے غافل ہو جاتی ہے اور ثواب کا کام سمجھتے ہوئے شمولیت اختیار کر لیتی ہے، لہٰذا یہ جُوا کی دیگر صورتوں سے زیادہ بُری ہے۔

فتاوی بحر العلوم میں ہے: ”(قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کے لیے) معاوضہ میں روپے کی جگہ سامان یا حج و زیارت رکھنا یا اس کا نام انعام رکھ دینے سے شے کی حقیقت نہیں بدلے گی۔ جُوئے میں یہی ہوتا ہے کہ زائد رقم کی امید میں ہر آدمی اپنی رقم لگاتا ہے، مگر پوری رقم وہ لیتا ہے جس کا پانسہ آتا ہے۔“[1]

(23) کمیٹی کی ایک صورت یہ ہے کہ مثلاً کمیٹی کے پانچ سو ممبر ہوں گے اور ہر ممبر ایک، ایک ہزار روپے جمع کرائے گا اور اس جمع شدہ رقم سے ایک سو سے لے کر ایک لاکھ تک کے

1... (فتاوی بحر العلوم، جلد 4، صفحہ 77، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

مختلف انعامات، مثلاً: فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، استری، ڈِنر سیٹ وغیرہ بذریعہ قرعہ اندازی دیئے جائیں گے، ہر ممبر کو کوئی نہ کوئی انعام ضرور ملے گا، لیکن وہ ہزار سے کم کا بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ کا بھی اور کم ہونے کی صورت میں باقی رقم واپس نہیں کی جائے گی۔ یہ بھی درحقیقت جُوا کی صورت ہے کہ اس میں ہر ممبر کے متعلق یہ امکان بھی ہے کہ قرعہ اندازی میں ایک ہزار سے زائد کا انعام نکلنے کی صورت میں دوسرے کی رقم اس کے پاس آجائے گی اور ایک ہزار سے کم کا انعام نکلنے کی صورت میں اس کی رقم دوسرے کے پاس چلی جائے گی، لہٰذا یہ جوا ہے۔

(24) کمیٹی کی ایک صورت یہ رائج ہے کہ بعض لوگ فریج، واشنگ مشین، ایل سی ڈی، ایل ای ڈی وغیرہ اشیاء سیل کرتے ہیں، اور اس کے کاروبار کا طریقہ کار کچھ یوں ہوتا ہے کہ فریج جس کی قیمت، مثلاً: چالیس ہزار روپے ہے، اگر اسے فروخت کرنا ہو تو کبھی 80 لوگوں کو اس کی خریداری میں شریک کرتے ہیں، جو پانچ، پانچ سو روپے ادا کرتے ہیں، کبھی 40 کو جو ایک ایک ہزار ادا کرتے ہیں، اور کبھی 20 کو جو دو، دو ہزار ادا کرتے ہیں، جو شخص فریج کی خریداری میں شریک ہونا چاہتا ہے، اسے آفر کی جاتی ہے کہ تم دو ہزار والی سیل میں شریک ہونا چاہتے ہو یا ایک ہزار والی میں یا پانچ سو والی میں، اسی طرح دیگر چیزوں کی خریداری میں بھی لوگ شریک ہوتے ہیں، پھر قرعہ اندازی ہوتی ہے، قرعہ اندازی میں جس کا نام نکل آئے اسے پانچ سو، ایک ہزار یا دو ہزار میں چالیس ہزار والا فریج مل جاتا ہے اور بقیہ کو کچھ نہیں ملتا، بلکہ ان کی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ یہاں بھی کمیٹی میں شامل ہونے والے ہر شخص کے متعلق یہ امکان ہے کہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں دوسروں کا مال اس کے پاس آجائے گا اور نام نہ نکلنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

(25) لکی کمیٹی کی ایک صورت یہ رائج ہے کہ کمیٹی میں شرکت کرنے والے افراد کو

مختلف انعامات، مثلاً: کیری ڈبہ، موٹر سائیکل، کمبل، استری اور موبائل فون وغیرہ دیئے جائیں گے اور اس کمیٹی کا طریقہ کار کچھ یوں ہے کہ کمیٹی کا ہر ممبر ہر ماہ دو ہزار روپے جمع کروائے گا اور ہر ماہ قرعہ اندازی ہو گی، ہر ماہ قرعہ اندازی میں جس کا بھی نام نکلتا رہے گا، وہ اپنا انعام لے کر کمیٹی سے نکلتا جائے گا اور جس ممبر کا جب تک انعام نہیں نکلے گا، وہ اس وقت تک ہر ماہ دو ہزار روپے جمع کرواتا رہے گا، پھر جب انعام نکل آئے گا، تو وہ بھی انعام لے کر کمیٹی سے نکل جائے گا۔ یہ بھی درحقیقت جُوا کی صورت ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے ممکن ہے کہ کسی ممبر کو دو ہزار میں بہت بڑا انعام، مثلاً: کیری ڈبہ اور موٹر سائیکل وغیرہ مل جائے، اس طرح دوسرے کا مال اس کے پاس آجائے گا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ممبر کو کئی ماہ تک کمیٹیاں جمع کروانے کے باوجود بھی اس کی رقم کے مقابلہ میں بہت چھوٹا انعام ملے اور اس کی بقیہ رقم ضائع ہو جائے۔ یعنی ان ممبران کی طرف چلی جائے جنہیں اپنی رقم کے مقابلے میں زیادہ انعام ملا، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

لاٹری کی صورت میں جُوا:

لاٹریوں کی مختلف صورتیں رائج ہیں اور ان میں اکثر مختلف وجوہات کی بنا پر ناجائز ہیں۔ نیچے لاٹری کی دو صورتیں بیان کی جارہی ہیں:

(26) لاٹری کی ایک صورت یہ ہے کہ بچوں کے لیے دُکاندار پانچ، دس روپے کی لاٹری کھولتے ہیں۔ بعض اوقات خرچ کی گئی رقم سے زیادہ انعام نکل آتا ہے اور بعض اوقات کچھ بھی نہیں نکلتا اور رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ یہ جُوا کی صورت ہے، کیونکہ یہ بھی امکان ہے کہ خرچ کی گئی رقم سے زیادہ انعام نکل آئے، اس طرح دوسرے کا مال اپنے پاس آجائے گا اور یہ بھی امکان ہے کہ کچھ نہ نکلے، اس طرح اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور یہی جُوا ہے۔

(27) لاٹری کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ چند لوگ مل کر رقم جمع کرتے ہیں اور یہ طے پاتا ہے کہ قرعہ اندازی کی جائے گی، جس کا نام نکلا، وہ تمام رقم کا مالک ہو جائے گا۔ یہ بھی جُوا

ہے کہ ہر ایک کے متعلق قرعہ میں نام نکلنے کی صورت میں دوسروں کا مال مل جانے اور نہ نکلنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

فتاوی بحر العلوم میں لاٹری سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے: ”مال سب شرکاء نے مل کر جمع کیا اور شرط یہ لگائی کہ قرعہ ڈالا جائے اور جس کا نام نکل آئے وہ پورا مال یا اس کا متعینہ حصہ لے لے، تو شرعاً اس کے جوا اور حرام ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس میں ٹکٹ کے پیسے کا نقصان اور لاکھوں کے فائدے کا امکان ہے اور یہی جُوئے کی حقیقت اور روح ہے۔“[1]

(28) لاٹری کی ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ 10 روپے کا لاٹری ٹکٹ ملتا ہے اور ہفتے میں ایک بار قرعہ اندازی ہوتی ہے، جس کی لاٹری نکلتی ہے اس کو فون کر کے 10000 دس ہزار روپے انعام کے طور پر دیے جاتے ہیں اور جس کا نام نہیں نکلتا، اسے اگلی قرعہ اندازی میں شامل کر لیا جاتا ہے، اس طرح جس جس کا انعام نہیں نکلتا 12 مہینے تک اس کا نام اگلی قرعہ اندازی میں شامل کر لیا جاتا ہے اور 12 مہینے کے بعد اس کا لاٹری نمبر ختم (Expire) کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی جُوا کی صورت ہے کہ ہر ایک کے متعلق قرعہ میں نام نکلنے کی صورت میں دوسروں کا مال مل جانے اور نہ نکلنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

کھانے، پینے میں جوا کی صورت:

(29) کیلے، کیک، سموسے، مٹھائی وغیرہ کھانے کی چیزوں یا کولڈ ڈرنک وغیرہ پینے کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ دو یا زیادہ آدمی ایک مخصوص وقت میں زیادہ کھانے یا پینے کی شرط لگاتے ہیں کہ جو مخصوص وقت میں چیز ختم کر گیا یا دوسرے کے مقابلے میں زیادہ کھا، یا پی گیا تو ہارنے والا اس کھائی جانے والی یا پی جانے والی چیز کی قیمت کے ساتھ جیتنے

---

1 ... (فتاوی بحر العلوم، جلد 4، صفحہ 88، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

والے کو مخصوص انعام بھی دے گا۔یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ یہاں دو طرفہ شرط ہے اور ہر ایک کے متعلق جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال دوسرے کے پاس چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

جُوا کے علاوہ یہاں ایک اور خرابی بھی ہے،وہ یہ کہ اس طرح کے مقابلوں میں روٹین سے ہٹ کر زیادہ کھانے یا پینے کی وجہ سے اکثر الٹیاں، پیٹ میں شدید درد، موشن وغیرہ لاحق ہو جاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات موت بھی واقع ہو جاتی ہے، اس طرح یہ بلا ضرورت اپنے آپ کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا ہوا، لہٰذا اس کی وجہ سے اس صورت کی حرمت میں اور اضافہ ہو گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔“[1]

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں ہے: ”معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا فرض ہے، جیسے خود کشی کرنا بھوک ہڑتال کر کے اپنے آپ کو ہلاک کرنا، زہر کھانا، طاعون کی جگہ جانا وغیرہ۔“[2]

(30) آج کل گھروں میں بہن بھائی وغیرہ آپس میں کسی بات کے متعلق شرط لگاتے ہیں کہ اگر میری بات درست نکلی تو تم کھانا کھلاؤ گے اور اگر تمہاری بات درست نکلی تو میں کھانا کھلاوں گا، یہ بھی جُوا کی صورت ہے کہ باہم دو طرفہ شرط میں جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور ہارنے کی صورت میں اپنا مال چلے جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

(31) چند دوست مل کر ہفتہ، مہینا میں ہوٹل پر کھانے کا پروگرام بناتے ہیں، اس میں

---

1 ... (القرآن، پارہ 02، سورۃ البقرۃ، آیت 195)

2 ... (تفسیر نور العرفان، صفحہ 37، مطبوعہ: نعیمی کتب خانہ گجرات)

ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ باہم قرعہ اندازی کرتے ہیں اور جس کا نام نکلے، کھانے کا ٹوٹل بِل اسے ادا کرنا پڑتا ہے، یہ بھی جُوا کی صورت ہے کہ باہم دو طرفہ شرط میں قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں کھانا کھلانے کے ذریعے اپنا مال دوسروں کے پاس چلا جائے گا اور کسی دوسرے کا نام نکلنے کی صورت میں، اس کا مال اپنے پاس آجائے گا اور یہی جُوا ہے۔

پیسہ جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا:

(32) بعض اَفراد یا دوست آپس میں تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے قُرعہ اندازی کرتے ہیں کہ جس کا نام نکلا، ساری رقم اس کو ملے گی، یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ ہر ایک کے متعلق یہ امکان ہے کہ جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال اس کے پاس آجائے اور ہارنے کی صورت میں اس کا مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا، لہٰذا یہ بھی جُوا ہے۔

(33) اِسی طرح بعض اوقات پیسے جمع کر کے کوئی کتاب یا دوسری چیز خریدی جاتی ہے کہ جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا، اسے یہ کتاب دے دی جائے گی، یہ بھی جُوا ہی ہے۔

یاد رہے کہ بعض کمپنیاں اپنی مَصنوعات خریدنے والوں کو قرعہ اندازی کر کے اِنعامات دیتی ہیں، یہ جائز ہے، کیونکہ اس میں کسی کی بھی رقم نہیں ڈوبتی۔

پرائز بانڈ کی پرچی میں جُوا کی صورت:

(34) حکومتِ پاکستان (200، 750، 1500، 7500، 15000 کے) انعامی بانڈز بینک کے ذریعے جاری کرتی ہے اور جدول (شیڈول) کے مطابق ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے کروڑوں روپے کے انعامات خریداروں میں تقسیم کرتی ہے، جس کا انعام نہیں نکلتا، اس کی بھی رقم محفوظ رہتی ہے، وہ اسے جب چاہے کیش کروا سکتا ہے، ان میں سے جو پریمیئم نہ ہوں، ان

بانڈز کی یہ جواز (یعنی جائز ہونے) کی صورت ہے اور جُوئے میں داخل نہیں ہے، لیکن اس کے متوازی بعض لوگ انعامی بانڈز کی پرچیاں بیچتے ہیں، ان پرچیوں کی خرید و فروخت غیر قانونی ناجائز و حرام ہے، کیونکہ بیچنے والا حکومت کی طرف سے جاری کردہ پرائز بانڈز اپنے ہی پاس رکھتا ہے (بلکہ بعض اوقات تو پرائز بانڈز بھی بیچنے والے کے پاس نہیں ہوتے) پرچی بیچنے والا خریدار کو قلیل رقم کے بدلے پرچی پر محض ایک نمبر لکھ کر دے دیتا ہے کہ اگر اس نمبر پر انعام نکل آیا، تو میں تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ انعامی پرچی کا یہ کام بھی جُوا کی ہی صورت ہے، کیونکہ اس میں انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جانے اور ایک کا مال دوسرے کی طرف چلے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یہ بھی جوا ہے۔

کڑا پھینکنے کے ذریعے جُوا کی صورت:

(35) آج کل نصیب آزمانے کے نام پر ایک مخصوص رقم ادا کر کے کڑا حاصل کیا جاتا ہے اور ٹیبل پر مختلف قیمت کی کچھ چیزیں رکھی ہوتی ہیں، جو کڑے کی قیمت کے طور پر ادا کردہ رقم سے زائد بھی ہوتی ہیں اور کم بھی۔ کڑا پھینکنے پر اگر وہ ان میں سے کسی چیز پر گر گیا تو وہ چیز کڑا پھینکنے والے کو دے دی جاتی ہے اور اگر کسی چیز پر نہ گرا، تو رقم ضائع ہو گئی۔ یہ بھی جُوا ہے، کیونکہ یہاں یہ امکان موجود ہے کہ کڑا سامنے موجود کسی بھی چیز پر نہ گرے یا کسی چیز پر گرے تو سہی مگر وہ ادا کردہ رقم سے کم قیمت چیز ہو، تو اس طرح اپنا مال دوسرے کے پاس چلا گیا اور اگر وہ چیز ادا کردہ قیمت سے زائد ہو تو دوسرے کا مال اپنے پاس آ گیا اور یہی جُوا ہے۔

موبائل کمپنیوں کی طرف سے آفر کی صورت میں جوا:

(36) آج کل مختلف موبائل کمپنیوں کی طرف سے قرعہ اندازی کے ذریعے کار، موٹر سائیکل، فریج، موبائل وغیرہ مختلف انعامات دیئے جاتے ہیں، لیکن اس قرعہ اندازی میں شامل

ہونے کے لیے کمپنی کو میسج کرنا پڑتا ہے، جس پر رقم کٹتی ہے، یہ بھی جُوا کی صورت ہے، کیونکہ اگرچہ میسج بھیجنے پر بہت معمولی رقم کٹتی ہے اور بھیجنے والا بھی یہی سوچتا ہے کہ ممکن ہے کار وغیرہ کوئی بڑا انعام نکل آئے، ورنہ ایک، دو روپے میں کیا جاتا ہے، قسمت آزمائی کرتے ہیں اور یوں کثیر لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں، مگر در حقیقت یہ بھی جُوا ہے کہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور نام نہ نکلنے کی صورت میں میسج پر رقم کٹنے کے ذریعے اپنا مال دوسرے کے پاس جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

(37)موبائل پر مختلف سُوالات پر مبنی میسجز (Massages) بھیجے جاتے ہیں جس میں، مثلاً: کون سی ٹیم میچ جیتے گی؟ یا پاکستان کس دن بنا تھا؟ دُرُست جوابات دینے والوں کے لیے مختلف اِنعامات رکھے جاتے ہیں، شرکت کرنے والے کے "موبائل بیلنس" سے قلیل رقم، مثلاً دس روپے کَٹ جاتی ہے، جن کا انعام نہیں نکلتا ان کی رقم ضائع ہو جاتی ہے، یہ صورت بھی در حقیقت جُوا ہے، کیونکہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے اور نام نہ نکلنے کی صورت میں میسج پر رقم کٹنے کے ذریعے اپنا مال دوسرے کے پاس جانے کا امکان ہے اور یہی جُوا ہے۔

جنرل انشورنس میں جوا:

(38)لائف انشورنس ہو یا جنرل انشورنس دونوں ناجائز و حرام ہیں۔ جنرل انشورنس کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ جُوا بھی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جنرل انشورنس میں آدمی یا کمپنی اپنی جائیداد، گاڑی یا مال وغیرہ کے تحفظ کے لیے انشورنس کمپنی کو مخصوص رقم ادا کرتے ہیں اور انشورنس کمپنی اس رقم کے عوض جائیداد، مال اور گاڑی وغیرہ کے تحفظ کی یقین دہانی کراتی ہے کہ اگر اس مخصوص مدّت میں جائیداد، گاڑی یا مال کو انشورنس پالیسی میں درج خطرات میں

سے کوئی بھی خطرہ لاحق ہو گیا، تو انشورنس کمپنی اس آدمی یا کمپنی کو اس کا معاوضہ ادا کرے گی۔ یہ درحقیقت جُوا ہے، کیونکہ مقررہ مدّت کے دوران اگر چیز کو کوئی نقصان پہنچا، تو انشورنس کمپنی کو اس کی تلافی کرنی پڑتی ہے، اس طرح پالیسی ہولڈر کا فائدہ ہو جاتا ہے کہ کم پیسہ دے کر نقصان زیادہ ہونے کی صورت میں رقم زیادہ مل جاتی ہے اور دوسرے کا مال اس کے پاس آجاتا ہے اور اگر اس دوران پالیسی ہولڈر کو کسی قسم کا نقصان نہ ہوا اور اس کی چیز مقررہ مدّت تک کمپنی کے بیان کردہ نقصانات سے محفوظ رہی تو پالیسی ختم ہونے کے بعد پالیسی ہولڈر کی ساری رقم ضبط ہو جاتی ہے اور کمپنی کو فائدہ ہو جاتا ہے، اس طرح کمپنی کے پاس دوسرے کا مال آجاتا ہے، لہٰذا یہ جُوا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن بیمہ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہ نرا قمار ہے۔ اس میں ایک حد تک روپیہ ضائع بھی جاتا ہے اور وہ منافع موہوم جس کی امید پر دَین اگر ملے بھی، تو کمپنی بیوقوف نہیں کہ گرہ سے ہزار ڈیڑھ ہزار دے بلکہ وہ وہی روپیہ ہو گا جو اوروں کا ضائع گیا اور ان میں مسلمان بھی ہوں گے، تو کوئی وجہ اس کی حلت کی نہیں۔“[1]

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب اس قسم کے بیمہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے۔ اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کسی کا مالی نقصان کرے گا، وہی ضامن ہو گا اور بقدرِ نقصان تاوان دے گا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ لہٰذا چوری، ڈکیتی، آگ لگنے اور ڈوبنے وغیرہ کا بیمہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب مال کا

1... (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 381، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نقصان انشورنس کمپنی نے نہیں کیا، تو وہ تاوان کیوں دے گی؟"[1]

انٹرنیٹ پر ارننگ (Earning) کرنے میں جُوا کی صورت:

(39) انٹرنیٹ پر ارننگ کے لیے ایک پلیٹ فارم متعارف کروایا گیا ہے، اس میں ٹریڈنگ کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ صارف سب سے پہلے اپنا اکاؤنٹ تشکیل دیتا ہے، پھر پلیٹ فارم میں لاگ اِن کرتا ہے، اس کے بعد ٹریڈنگ کے لیے اثاثہ منتخب کرتا ہے یعنی کون سی چیز مثلاً کرنسی، کرپٹو، سونا وغیرہ میں ٹریڈنگ کرنی ہے، (یعنی اس کی قیمت کا اندازہ لگانا ہے) اس کا انتخاب کرتا ہے، اس کے بعد ایکسپائر ٹائم سلیکٹ کرتا ہے یعنی کتنے ٹائم میں ٹریڈنگ مکمل کرنی ہے، اس کے بعد ٹریڈنگ کے لیے رقم کا انتخاب کرتا ہے یعنی کتنی رقم کی ٹریڈنگ کرنی ہے، کم از کم رقم ایک ڈالر ہونی ضروری ہے، (یعنی اس میں حصہ لینے کے لیے کچھ نہ کچھ رقم جمع کروانی ہوتی ہے، پھر رقم کے حساب سے جواب درست ہونے پر زائد رقم ملتی ہے) اس کے بعد اصل ٹریڈنگ کرنی ہوتی ہے یعنی منتخب کیے ہوئے اثاثہ کی قیمت آئندہ بڑھے گی یا کم ہوگی، اس کے متعلق پیشن گوئی کرنی ہوتی ہے، اگر صارف کو قیمت بڑھنے کی توقع ہے تو "Call" کو دباتا ہے اور اگر قیمت کم ہونے کی توقع ہو تو "Put" دباتا ہے، پیشن گوئی کرنے کے فوراً بعد صارف کی ٹریڈنگ کا نتیجہ صارف کے بیلنس پر ظاہر ہو جاتا ہے یعنی پیشن گوئی درست ثابت ہونے پر صارف کو اپنی ٹریڈ کی ہوئی رقم کے ساتھ اتنا نفع ملے گا۔ پھر جب واقعتاً پیشن گوئی درست ثابت ہو جائے تو صارف کو اپنی ٹریڈ کی ہوئی رقم کے ساتھ ساتھ مقررہ نفع مل جاتا ہے اور اگر پیشن گوئی درست ثابت نہ ہو تو صارف کی اصل ٹریڈ کی ہوئی رقم بھی ضائع ہو جاتی ہے، اسے نہیں ملتی۔ یہ جُوا کی ہی صورت ہے، کیونکہ یہاں کسی چیز کی خرید و فروخت نہیں کی جارہی کہ ایک طرف سے کوئی قیمتی چیز دی جارہی ہو، جس کے بدلے میں رقم لی جارہی ہو بلکہ یہاں رقم جمع کروا کر درحقیقت امید

---

1 ... (وقار الفتاوی، جلد 01، صفحہ 240، مطبوعہ کراچی)

موہوم پر پانسا ڈالا جا رہا ہے کہ اگر میں نے جو اندازہ لگایا ہے کہ اس کی قیمت بڑھے گی یا زائد ہو گی، وہ درست ہو گیا تو جتنی رقم جمع کروائی ہے، سامنے والے سے اس سے زائد مل جائے گی اور اگر میرا اندازہ غلط ہوا تو میری رقم ضائع ہو جائے گی اور وہ سامنے والے کی ہو جائے گی اور یہی جُوا ہے۔

(40) آج کل ورک فرام ہوم (Work from home) کی مختلف صورتیں رائج ہیں، جن میں انسان گھر بیٹھے ارننگ (Earning) یعنی کمائی کر سکتا ہے۔ اس کی ایک صورت (Hand Writing) یعنی ہاتھ سے مختلف تحریریں لکھنے کی بھی ہے، جس کا مکمل طریقہ کار درج ذیل ہے:

کمپنی نے مختلف (Packages) متعارف کروا رکھے ہیں، کمپنی کا ممبر بننے کے لیے ان میں سے ایک پیکج لازمی طور پر خریدنا پڑتا ہے، اگر پانچ سو 500 والا پیکج خریدیں گے، تو اس کی بنیاد پہ روزانہ پچاس 50 روپے اور اگر ہزار 1000 والا خریدیں گے، تو روزانہ سو 100 روپے کما سکیں گے۔ یونہی پیکج جتنا مہنگا ہو گا، اس حساب سے آمدن بھی بڑھتی چلی جائے گی اور ایک پیکج کی مدت تیس 30 دن ہوتی ہے، یعنی ایک پیکج خریدنے کے بعد اس کی بنیاد پہ تیس 30 دن تک ارننگ کر سکتے ہیں، اس کے بعد دوبارہ کوئی پیکج خریدنا ہو گا۔ بعض کمپنیاں اسے پیکج کی خریداری کا نام دیتی ہیں اور بعض رجسٹریشن فیس کا، لیکن یاد رہے کہ اس طرح پیکج کی خریداری یا رجسٹریشن فیس کے بدلے میں کسٹمر (Customer) کو کمپنی کی جانب سے کچھ بھی نہیں ملتا، بس اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ کمپنی کا ممبر بن جاتا ہے اور کمپنی سے کام لے کر اسے کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔

اور کام یہ ہوتا ہے کہ روزانہ کی بنیاد پہ بذریعہ واٹس ایپ (WhatsApp) کچھ کمپیوٹرائز (Computerize) نوٹس (Notes) سینڈ کیے جاتے ہیں، جنہیں ایک رجسٹر پر ہاتھ سے لکھنا ہوتا ہے اور ان کی تصاویر بذریعہ واٹس ایپ ہی واپس بھیجنی ہوتی ہیں، جس کی بنیاد پہ

اجرت اکاؤنٹ میں آجاتی ہے۔

پھر ارننگ کے لیے کام اور اس کی اجرت دینے کے حوالے سے مختلف کمپنیوں کا اپنا اپنا طریقہ اور اصول ہیں، مثلاً: بعض کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ پیکج کی خریداری / رجسٹریشن کے باوجود مخصوص تعداد میں لوگوں کو کمپنی جوائن (Join) کروانے کے بعد کام ملے گا، اس سے پہلے ارننگ کی کوئی صورت نہیں، بعض کی طرف سے کام تو مل جاتا، لیکن کام مکمل کر لینے کے باوجود اجرت تب ملے گی، جب مزید افراد کو جوائن کروالیں گے۔

ایسی کمپنیز (Companies) جوائن (Join) کر کے ارننگ یعنی کمائی کرنا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے کہ اس میں جُوا کی صورت بھی پائی جاتی ہے کہ کمپنی جوائن کرنے والا شخص پیکج کی خریداری / رجسٹریشن کے نام پر اپنا سرمایہ داؤ پہ لگا دیتا ہے، جبکہ آئندہ مطلوبہ شرائط کے مطابق ممبر بنالینا یقینی نہیں، بلکہ ایک موہوم امید کی حد تک ہوتا ہے، تو یوں لالچ میں اپنی رقم داؤ پر لگانا قمار (جُوئے بازی) کے معنٰی میں ہے کہ امید موہوم پر پانسا ڈال دیا، اب فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور نقصان بھی اور جُوا بھی اسی چیز کا نام ہے، جو حرام ہے۔ مزید ایسی کمپنیز سے وابستہ رہنے والے کئی افراد سے یہ معلومات بھی ملی کہ اس طرح کی کئی کمپنیاں ممبرز والی شرط پوری کر لینے کے باوجود بھی مزید کام دینا بند کر دیتی ہیں، بلکہ جو کام کیا ہوتا ہے، اس کی اجرت بھی نہیں دیتی۔ یہ جداگانہ فراڈ ہے، جو ایسی کمپنیوں میں بہت رائج ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سے ملتی جلتی ایک صورت کہ جس میں ایک (بے قیمت) ٹکٹ خریدنا پڑتا تھا، کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ”حقیقت دیکھئے تو معاملہ مذکورہ بنظر مقاصد ٹکٹ فروش و ٹکٹ خراں ہرگز بیع و شراو غیرہ کوئی عقد شرعی نہیں، بلکہ صرف طمع کے جال میں لوگوں کو پھانسنا اور ایک امید موہوم پر پانسا ڈالنا ہے اور یہی قمار ہے۔“[1]

1... (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 330، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور اسی طرح کی صورت کے بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”یہ جوا اور حرام ہے کہ ایک روپیہ دے کر اس رقم کثیر کے ملنے کی خواہش ہوتی ہے اور اس کے ملنے نہ ملنے دونوں کا احتمال ہوتا ہے، اگر فارم فروخت ہو گئے، تو رقم ملے گی ورنہ روپیہ گیا، اس میں شرکت حرام ہے۔“[1]

نوٹ: جُوئے کی جو صورتیں فی زمانہ رائج ہیں، اس کتاب میں ایک حد تک ان کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن زمانے کے اعتبار سے اس کی صورتیں بڑھ رہی ہیں اور بڑھتی رہیں گی، اس لیے جُوئے کی ایک خاص تعریف بیان کر دی گئی ہے کہ جس صورت پر جوئے کی تعریف صادق آئے، تو وہ ناجائز و حرام ہو گی۔

لہٰذا اگر کہیں جوئے کی ایسی صورت رائج ہو جس کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا گیا، یا کسی جگہ کوئی نئی صورت رائج ہو جائے تو جُوئے کی اس تعریف (جوا اس عقد کو کہتے ہیں جس میں دو طرفہ شرط ہو اور ہارنے کی صورت میں اپنی رقم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو اور جیتنے کی صورت میں دوسرے کا مال ملنے کی امید ہو۔) کی روشنی میں دیکھ لیا جائے کہ وہ صورت جُوئے کی مذکورہ تعریف میں داخل ہے یا نہیں؟

جوئے کے ذریعے حاصل ہونے والے مال کا حکم

جُوا کھیلنا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور جس قدر جُوئے سے مال کمایا محض حرام ہے، جُوا کھیلنے والے پر لازم ہے کہ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں سچی توبہ کرے اور آئندہ اس قبیح و شنیع فعل سے باز رہے، مگر جو کچھ مال جیتا ہے وہ بدستور حرام ہی رہتا ہے، جُواری نہ اس کا مالک ہوتا ہے، نہ وہ مال اس کے لئے حلال ہوتا ہے اور اس مال کو اپنے استعمال میں لانا

---

1 ... (فتاوی امجدیہ، جلد 4، صفحہ 234، مطبوعہ: مکتبہ رضویہ، کراچی)

ہر گز جائز نہیں ہے اور یہ غصب شدہ مال کی طرح ہے، **لہٰذا اس پر فرض ہے کہ** جس جس سے جتنا جتنا مال جیتا ہے، اگر بعینہٖ وہی مال اس کے پاس موجود ہے، تو وہی مال اور اگر اسے استعمال کر لیا ہو، تو اپنی طرف سے اتنا مال اسے واپس کرے یا جیسے بنے اسے راضی کر کے معاف کرالے، وہ نہ ہو، تو اس کے وارثوں کو واپس دے، یا ان میں جو عاقل بالغ ہوں، ان کا حصہ ان کی رضامندی سے معاف کرالے؛ نابالغ یا مجنون (پاگل) کا حصہ ضرور انہیں دے، کہ اس کی معافی ممکن نہیں، اور جن لوگوں کا کسی طرح پتا نہ چلے، نہ ان کا، نہ ان کے وَرَثہ کا، ان سے جس قدر جیتا تھا، ان کی نیت سے کسی شرعی فقیر کو صدقہ کر دے۔ الغرض جہاں جہاں جس قدر یاد ہو سکے کہ اتنا مال فلاں سے ہار جیت میں زیادہ پڑا تھا، اتنا تو انہیں یا ان کے وارثوں کو دے، یہ نہ ہوں، تو ان کی نیت سے صدقہ کرے اور جہاں یاد نہ آئے کہ جُوا کھیلنے والے کون کون لوگ تھے؟ اور کتنا مال جُوئے میں جیتا تھا، وہاں زیادہ سے زیادہ مِقدار کا اندازہ لگائے کہ اِس تمام مدت میں کس قدر مال جُوئے سے کمایا ہو گا، اُتنا مالِکوں یعنی ان نامعلوم جُواریوں کی نیت سے خیرات کر دے۔

رد المحتار میں ہے: ”إن علمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده عليهم وإلا وجب التصدق به “اگر اس کے مالک یا مالک کے ورثا کو جانتا ہے تو ان کو واپس کرنا واجب ہے، ورنہ صدقہ کرنا واجب ہے۔[1]

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن جُوئے کے ذریعے حاصل کیے گئے مال کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے ”فی الدرمن السحت مایأخذ مقامر(باختصار) “ درمختار میں ہے: جوئے میں حاصل کیا ہوا مال حرام ہے۔ (ت) اور اس سے براءت کی یہی صورت ہے کہ جس جس

1... (رد المحتار، جلد 03، صفحہ 260، مطبوعہ کوئٹہ)

سے جتنا مال جیتا ہے،اسے واپس دے،یا جیسے بنے اسے راضی کرکے معاف کرالے۔ وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو واپس دے، یا ان میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ ان کی رضامندی سے معاف کرالے۔ باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اس کی معافی ممکن نہیں، اور جن لوگوں کا پتہ کسی طرح نہ چلے نہ ان کا، نہ ان کے ورثہ کا ، ان سے جس قدر جیتا تھا ان کی نیت سے خیرات کردے، اگرچہ اپنے محتاج بہن، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے، اس کے بعد جو بچ رہے گا وہ اس کے لئے حلال ہے۔ عالمگیری میں ہے:"کان الاخذ معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردھا، وذلک ھھنا بردالماخوذان تمکن من ردہ، بان عرف صاحبہ، وبالتصدق بہ ان لم یعرفہ"لینا گناہ ہے اور گناہ کے ازالہ کی صورت اس کو واپس کرنا ہے اور یہاں لئے ہوئے کو لوٹانا ہوگا، جب واپس کرنا، ممکن ہو کہ اس کے مالک کو جانتا ہو یا پھر معلوم نہ ہو تو صدقہ کرنا ہوگا۔ غرض جہاں جہاں جس قدر یاد ہو سکے کہ اتنا مال فلاں سے ہار جیت میں زیادہ پڑا تھا اتنا تو انہیں یاان کے وارثوں کو دے، یہ نہ ہو تو ان کی نیت سے تصدق کرے، اورزیادہ پڑنے کے یہ معنی کہ مثلا:ایک شخص سے دس بار جوا کھیلا کبھی یہ جیتا کبھی یہ، اس کے جیتنے کی مقدار مثلاً سو روپے کو پہنچی، اور یہ سب دفعہ کے ملا کر سوا سو جیتا، تو سو سو برابر ہوگئے، پچیس اس کے دینے رہے۔ اتنے ہی اسے واپس دے، وعلی ھذا القیاس ، اورجہاں یاد نہ آئے کہ کون کون لوگ تھےاور کتنا لیا، وہاں زیادہ سے زیادہ تخمینہ لگائے کہ اس تمام مدت میں کس قدر مال جوئے سے کمایا ہوگا اتنا مالکوں کی نیت سے خیرات کردے، عاقبت یونہی پاک ہوگی، واللہ تعالٰی اعلم۔ملخصاً"[1]

1... (فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ651،652، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور مقام پر مالِ حرام کا حکم بیان کرتے ہوئے سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:"جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپس کردے،وہ نہ رہے ہوں ان کے ورثہ کو دے،پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے،خرید وفروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا حرام قطعی ہے،بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سُود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں،بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدق کردے "وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالھا لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک اوورثتہ ما امکن"(اور یہ اس وجہ سے کہ رشوت اور **اس کی مثل چیزوں میں حرمت ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے ہے،تو اس کے پاس چیز کی حیثیت مغصوب کی طرح ہے لہٰذا مالک یا اس کے ورثاء پر ممکنہ حد تک لوٹانا واجب ہے۔**"[1]

بہار شریعت میں ہے:"غصب کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دوسرے کا مال ہے،تو غاصب گنہگار ہے اور چیز موجود ہو،تو مالک کو واپس کردے موجود نہ ہو،تو تاوان دے اور معلوم نہ ہو کہ پرایا مال ہے،تو اس کا حکم واپس کرنا یا چیز موجود نہ ہو،تو تاوان دینا ہے۔"[2]

1...(فتاوی رضویہ،جلد23،صفحہ551،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

2...(بہار شریعت،جلد03،صفحہ210،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

حرفِ آخر

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پیروی کریں، جن کاموں کا انہوں نے حکم ارشاد فرمایا ہے، انہیں بجالائیں اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے، ان سے باز رہیں اور ایک مسلمان کے لیے جُوئے سے باز آنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن وحدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے اور اس کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں، جس سے واضح ہے کہ یہ دینی اعتبار سے سخت نقصان دہ ہے اور مسلمان کے لیے اصل چیز آخرت ہی ہے، جو چیز آخرت کے اعتبار سے نقصان دہ ہو، مسلمان کو اس سے دور رہنا، اور مبتلا ہونے کی صورت میں چھوڑ دینا لازم ہے۔ پھر یہ کہ جُوا صرف دینی اعتبار سے ہی نقصان دہ نہیں ہے، اوپر بیان کردہ تفصیل کے مطابق دنیوی اور معاشرتی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے، لہٰذا دینی، دنیوی، معاشرتی نقصان کو پیش نظر رکھتے ہوئے، جُوئے سے بچنا چاہیے اور جو مبتلا ہیں انہیں چھوڑ دینا چاہیے، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جُوئے سمیت کمائی کے تمام ناجائز ذرائع اور لقمہ حرام سے محفوظ فرمائے، حلال رزق کمانے، کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف / مصنف کا نام	مطبوعہ
1	قرآن کریم	کلام الٰہی عزوجل	
2	تفسیر خازن	امام علاؤ الدین علی بن محمد خازن	کوئٹہ
3	تفسیر قرطبی	امام محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی مالکی	قاہرہ
4	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی	لاہور
5	تفسیر جمل	علامہ سلیمان جمل بن عمر عجیلی	کوئٹہ
6	الجامع لاحکام القرآن	امام محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی مالکی	دار الکتب المصریہ، قاہرہ
7	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ، گجرات
8	تفسیر صراط الجنان	مفتی محمد قاسم عطاری	مکتبۃ المدینہ، کراچی
9	صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
10	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
11	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
12	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی	دار الرسالۃ العالمیہ
13	سنن ابن ماجہ	ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی	دار الرسالۃ العالمیہ
14	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	دار التاج، لبنان

15	مشکوۃ المصابیح	علامہ ولی الدین الخطیب التبریزی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
16	فیض القدیر	حافظ زین الدین محمد عبد الرؤف مناوی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
17	مرقاۃ المفاتیح	امام نور الدین علی بن سلطان معروف بہ ملا علی قاری حنفی	دار الفکر، بیروت
18	مرآۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی	قادری پبلیشرز، لاہور
19	الزواجر عن اقتراف الکبائر	امام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی	دارالفکر، بیروت
20	الکبائر مترجم	حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
21	بحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم	کوئٹہ
22	تنویر الابصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمر تاشی	کوئٹہ
23	در مختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی	کوئٹہ
24	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی	کوئٹہ
25	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
26	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی	مکتبہ المدینہ، کراچی
27	وقار الفتاویٰ	مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی	کراچی
28	فتاویٰ بحر العلوم	مفتی عبد المنان اعظمی	شبیر برادرز، لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حدیث پاک“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”من لعب بالنرد شیر فکانما غمس یدہ فی لحم خنزیر ودمہ“ ترجمہ: جس نے نَردشَیر (آردشیر بادشاہ کا ایجاد کردہ جوا) سے جوا کھیلا، تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا۔

(سنن ابن ماجہ، جلد4، صفحہ691، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیہ)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
+92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net